

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اِذَا نَزَلَ بِكَ الْقُرْآنُ فَاقْرَأْهُ
 وَلَا تُسَبِّحْهُ سُبْحَانَ اللَّهِ
 عَمَّا يُشْرِكُونَ

بسم الله الرحمن الرحيم

از افاد اخناب حاجی الکریم لانا مولوی عطاء محمد صانفی حشمتی صابری گورکھپوری

الجمعة

کتابخانه

مطهر من محمد شجاع علی صاحب دارالعلوم
 کاشمیر دہلی

بہ سعی تمام و اہتمام مبلغ ازل انام گنام خاکسار محمد ہاشم

مَطَاعَ بَنِيكُمْ وَقَعِ الْكِرَامُ
 وَصَوْنُ الْكِرَامِ بِحَمْدِ اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ وَتَحِيَّاتِهِ

اشتہار کتب مفید طلباء انگریزی اسکول

کتب فیل مولفہ مشتر طلباء اسکول کی ہمدرد۔ امتحان پاس کرا نیوالی۔ لیاقت مستعدا و بڑھانیوالی
کم دام کی بڑے کام۔ یہ کتابیں ہزار ہا جلدیں چھپی تھیں اب کم و بیش سود و سود جلدیں لگیں۔ انکے مفید
و مقبول عام ہونے کا یہی ثبوت ہے۔

دریکتا

اردو سے فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ دو کالم میں
ایک میں اردو دوسرے میں اسکے سامنے اسکی فارسی ہے اس کتاب کی مشق سے عبارت فارسی
کے بولنے اور لکھنے میں فعلوں اور صیغوں غلطی واقع نہوگی۔ اور ترکیب نحوی کی مشق کے لیے اسکے
جملے مفید ہیں۔ آخر میں کل مصادر فارسی مع معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۲

مرقاۃ الادب

یہ کتاب عربی خوان کے لیے زیادہ مفید و کار آمد ہے۔ اردو سے عربی ترجمہ کرنے کے لیے پوری
مددگار ہے۔ مثل دریکتا کے اس میں اردو دوسرے میں عربی اور بہت سے الفاظ
اردو کی عربی لغت بھی ہے۔ اور خاتمہ میں ایک تتمہ ہے جس میں ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۲ء تک کے سوالات
امتحان یونیورسٹی الہ آباد جو درجہ انٹرنس کے امتحان میں آچکے ہیں وہ بھی ہیں۔ اور سب کے آخر میں اعداد عربی
زبان میں ایک سے کئی سو تک تحریر ہیں۔ یہ کتاب ابتدائی درجہ ششم سے مٹریکولیشن اسکول لیونگ کے عربی خوان طلباء
کے لیے نہایت مفید ہے یہ اس کتاب کا انتخاب جو چین سے اکثر یونیورسٹی کے سالانہ امتحان میں یا جاتا ہے یا پھر نو برس سے
دیکھتا ہوں کہ جو پرچہ ترجمہ کیواسطے آتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوبلی ہائی اسکول گڑھیوڑ کے طلباء عربی میں اول جم
میں پاس ہو کر مستحق وظیفہ ہوا کرتے ہیں قیمت فی جلد ۱۔ چار جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت دی جاوے گی۔

جوہر القواعد

اس کتاب میں صرف نحو کے فارسی قواعد اردو زبان میں بطریق سوال و جواب لکھا ہے جس سے قواعد
فارسی کافی طور سے تھوڑی محنت میں سمجھ جاتے ہیں اور جلد یاد ہو جاتے ہیں اس کتاب کا یاد کرنا لامفتاح القواعد
کا پورا جواب میسکتا ہے۔ وصف یہ ہے کہ عبارت تھوڑی بہت سلیس کہ بغیر مدد استاد کے پورے قواعد

مفتاح الترتیب

اردو ترجمہ نحو میر کا
درجہ ہشتم و نهم
یعنی مثل کلاس
انگریزی کے عربی
خوان طلباء کو بجا
نحو میر کے یہ کتاب
بہت آسان و مفید
اول تو اردو زبان
میں ہے۔ دوسرے
ترکیب نحوی بہت
جلد آسکتی ہے۔
قیمت (۱۰۲)

اذا نود للصلاة يؤتى بجمعها اذ كان

انما فاد اجنا حاجی الحرمین لانا مولوی عطاء محمد خٹائی حشمتی صابری گورکھپوری



به سعی تمام در اهتتام بلیغ اذل انام گننام خاکسار حکیم به

مطعم بکرم واقف کرم صوفی اکبر جہا
حکیم مراد و حیو منیہ و او مین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلِصَّلَاةٍ وَسَلَامٍ عَلَى رَسُولِهِ
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝ اما بعد خاکسار ابوسعید عطا محمد حنفی حبشی صابری
 ولد حاجی مولوی محمد باب اللہ حنفی قادری مرحوم گورکھپوری بخدمت شریف جمیع مسلمانان متبع
 دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص مجدد السنۃ مشرقیہ سید احمد حسن صاحب شوکت میٹھی گدار
 کرتا ہے کہ اللہ پاک جو احکم الحاکمین رب العالمین ہے ہم سب کو اپنی رحمت کاملہ سے تعلیم فرماتا ہے
 کہ ہم سے اس طرح دعا کیا کرو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
 عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ ترجمہ دکھلاؤ ہم سب کو راہ سیدھی -
 اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام و فضل کیا نہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے غضب کیا اور
 نہ بہکنے والے گمراہوں کی - اور فرمایا رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا
 مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ ترجمہ اے رب ہمارے ہم ایمان لائے اُسپر جو تو نے اتارا
 یعنی قرآن پاک پر اور ہم تابع ہو گئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی اُنکے قول و فعل کی تہت

کی توکھ لے سکومانے والوں میں یعنی اپنے اور اپنے رسول کے تابعین میں۔
 پس یہی طریقہ پسندیدہ خدا و رسول ہے۔ جو کوئی سیدھی راہ سے اور رسول پاک صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اتباع سے منحرف ہوا وہی مفضوب علیہم میں داخل ہوا اور انعام و فضل الٰہی سے دور ہوا۔

چونکہ شوکت میرٹھی متذکرہ بالانے

ایک مضمون لمبا چڑرا اخبار مشرق کے پرچہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۳۹۱ء میں نماز جمعہ کے لیے
 تعطیل کے بارے میں یہ دیا کہ

”سال پیوستہ احمدیوں کی طرف سے تحریک ہوئی تھی کہ نماز جمعہ کی تعطیل ملنے
 کے لیے ہنرمجسٹی ملک معظم کے حضور ایام دربار تاجپوشی میں درخواست بھیجی جا۔
 مگر چونکہ احمدیوں کا نام تھا لہذا مسلمانوں نے توجہ نہ کی۔ اور عدم توجہ کی
 وجہ ظاہر ہے۔ پس وہ تحریک ہوا میں اڑ گئی۔ آج کل ندوۃ العلماء کی طرف سے
 مندرجہ بالا درخواست بھیجنے کی پھر زور شور سے تحریک ہو رہی ہے حالانکہ
 قرآن میں مروجہ نماز جمعہ کا کہیں حکم نہیں۔ آیہ اذا نودى للصلاة من
 يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله میں اجماع کے معنی ہمارے علماء
 بالکل نہیں سمجھتے۔ ہم آگے چل کر خود قرآن سے یہ معنی سمجھائیں گے۔ بالفعل علماء
 یہ بتائیں کہ جمعہ کی نماز پانچویں نماز ہے یا چھٹی۔ چھ نمازوں کا تو حکم نہیں اگر
 پانچویں ہے تو ظہر کی نماز کس نے منسوخ کر دی۔ کیا رسول سلام علیہ نے۔
 توبہ تو یہ کیا وہ خدا سے بھی بڑھ کر ہیں کہ عبادات کی تعیین یا تنسیخ فرمائیں حالانکہ
 رسول بھی منجملہ عباد اللہ ہیں۔ تو قرآن مجید جس طرح ہم پر اترا ہے اسی طرح

رسول پر اترا ہے۔ بجا بجا انزلنا الیکم اور انزلنا علیکم وار دے
 کل مومنوں میں رسول بھی شامل ہیں۔ دوم خدا تعالیٰ اپنا حکم منسوخ نہیں کرتا۔
 پڑھو و فصلنا کا علی علم الایہ یعنی ہم نے قرآن کو اپنے ازلی ابدی علم کے
 موافق مفصل کیا ہے یعنی ہکوازل سے ابتدا تک سب کچھ معلوم ہے۔ اور
 ما فرطنا فی الكتاب من شیء الایہ یعنی ہم نے قرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں
 کی۔ اور پڑھو تمت کلمۃ ربک صدق وعدا لا لا یبدل الکلمات
 الایہ یعنی اسے رسول صلعم تیرے رب کا کلمہ (قرآن) از روئے صدق
 و عدل پورا ہو چکا ہے۔ اُس کے کلمات (احکام) کا کوئی بدلنے والا نہیں۔
 اب اگر کسی حکم کے منسوخ ہونے کی ضرورت ہوئی تو معاذ اللہ خدا تعالیٰ بھی
 جمل اور غلطی کا ویسا ہی مورد ہے۔ جیسے سب انسان اور اسکو ہرگز ازل و
 وابتدا تک کا علم نہیں۔ بلکہ تجربہ کا محتاج ہے جیسی دنیوی گورنمنٹیں۔ کہ جب
 تجربہ سے کوئی قانون مضرت ثابت ہوتا ہے تو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ اور جو
 علما نسخ قرآن کے قائل ہیں وہ یہ آیہ لے دوڑتے ہیں ما ننسخ من آیۃ
 او ننسھا فات مجیومنها او مثلھا یعنی جب ہم کوئی آیہ منسوخ کرتے
 ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اُسکے مثل دیتے ہیں۔ یہاں آیت سے
 مراد آیات قدرت ہیں جو رات دن بیتی رہتی ہیں۔ کبھی خزاں ہے کبھی بہار
 کبھی گرم ہے کبھی سرما ہے کبھی قحط ہے کبھی ارزانی ہے وغیرہ۔ اور خود انسان
 ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی بچے ہیں کبھی جوان ہیں کبھی بوڑھے ہیں کبھی خوش
 ہیں کبھی غمگین ہیں۔ انسان اپنے ارادوں میں بدلتا رہتا ہے۔ اور قرآن میں

آیات سے مراد اکثر آیات قدرت ہیں پڑھوان فی ذلک لآیات لاوی
 الالباب اور ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون اور وفیہ آیات
 بینات مقام ابراہیم۔ اگر مانسوخ میں آیت سے مراد آیہ قرآنی لی جائیگی
 تو لامبدال لکلماتہ الایہ سے تعارض و تخالف ہوگا۔ جو کلام الہی
 میں محال ہے۔ افسوس ہے کہ علماء بالکل تعارض و تناقض کا خیال نہیں
 کرتے جو انسانی کلام میں ہی بہاری قباحت ہے۔ جو جانیکہ خدا کے
 کلام میں۔

پس یہ تو ثابت ہو چکا کہ جمعہ کی نماز سے ظہر کی نماز کو رسول تو کیا منسوخ
 کر لیا خود خدا اپنے وعدے کے موافق منسوخ نہیں کر سکتا۔ اب یہ بتائیے
 کہ نماز جمعہ کا وقت کون سا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں ہر نماز کا
 وقت بتا دیا ہے۔ پڑھوان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا
 الایہ یعنی مومنوں پر نماز وقت پر فرض ہوئی ہے۔ اور پڑھوا قمر الصلوٰۃ
 لدلوك الشمس لی غسق الليل وقران الفجر دیکھیے پانچوں وقت
 خدا نے بتا دیے۔ اور توضیح بھی فصیح بحمد ربک قبل طلوع
 الشمس و قبل الغروب من الليل فسبحه وادبار السجود اور پڑھیے
 ومن الليل فتعبد به نافلة لك اور قمر الليل لا قلیل و نصفه
 او النقص منه قلیل و از د علیہ تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ نے تجد کا
 بھی وقت بتا دیا۔ جو نفل ہے نہ کہ فرض۔ مگر جمعہ کی نماز کا وقت نہ بتایا
 جو مسلمانوں کے نزدیک تمام نمازوں سے زیادہ مہتمم بالشان ہے اور جو

بارہ ہزار نمازون کا ثواب عطا کرتی ہے۔ اگر کہیے کہ جمعہ کی نماز ظہر کی قائم مقام ہے تو یہ بھی قرآن سے بتائیے کہ جمعہ کے روز ظہر کی نماز نہ پڑھو اور وہ منسوخ ہو گئی۔ پھر جمعہ کی فرض تو دو اور ظہر کی چار۔ یہ عجیب قائم مقامی ہے۔ اور اکثر مسلمان نماز جمعہ کے بعد ظہر کی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں جس کا نام احتیاط الظہر رکھ چھوڑا ہے۔ گویا ایک وقت میں دو نمازین۔ جو لوگ جمعہ کے بعد ظہر کی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ کیونکہ یہاں خلیفہ اسلام نہیں جو مسلمانوں کا امام بنے نہ اسلامی حکومت ہے۔ یہ عقیدہ بالکل لغو اور فاسد اور خلاف قرآن ہے۔ اول تو ہندوستان کو دارالحرب کہنا ظلم ہے۔ کیونکہ برٹش گورنمنٹ نہ صرف اسلام کی بلکہ تمام مذاہب کی محافظ ہے۔ چہ جائیکہ اداۃ فیض کی مزاحم ہو۔ یہ برٹش گورنمنٹ پر بڑا دل شکن اتہام ہے۔

دوم۔ قرآن میں خلیفہ (حاکم) ہونے کی یہ شرط نہیں کہ مسلمان ہی ہو۔ بلکہ یہ حکم ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایہ یعنی اطاعت کرو خدا کی اور رسول (قرآن) کی اور حاکم کی جو تم میں سے (کل انسانوں میں سے) ہو خواہ کسی فرق کسی مذہب سے ہو۔ کیونکہ قرآن کا خطاب کل دنیا کی جانب ہے اور اسکی صفت کافۃ للناس جمیعاً ہے۔ نہ کہ صرف مسلمانوں کی جانب۔ ورنہ ہدایت عامہ نہوگی۔ نہ قرآن کی صفت ہوگی ہدی للعالمین اور ہدی للناس اور رحۃ للعالمین ٹھہرے گی۔ پس اس صورت میں جمعہ کی نماز شکیہ ہوئی یعنی نماز جمعہ خدا

یہاں قبول نہوئی۔ تو ظہر کی نماز ہو ہی جائیگی۔ واہ کیا کہنا ہے۔ خدا کی
 عبادت اور شکیہ اور احتیاطی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ جمعہ کی نماز
 جسکا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ میں ممبرین بھیجا جاتا ہے۔
 خود مسلمانوں کے نزدیک ضروری نہیں۔ نہ دوسری نمازوں کی طرح
 فرض۔ سو م قرآن میں نماز پڑھانے کے لیے امامت کا بھی وجود
 نہیں۔ بلکہ واسکعوامع الرکعین ہے۔ یعنی نمازیوں کے ساتھ
 (باہم ملکر) نماز پڑھو نہ کہ واسکعوا خلف الرکعین یعنی نمازیوں کے
 پیچھے نماز پڑھو۔ امامت میں علماء و مشائخ کی معاش ہے نماز پڑھانے
 کی اجرت یا تنخواہ لینا از روئے قرآن حرام ہے پڑھو کا تشتر و ابایا کی
 ثنا قلیلا۔ الایہ یعنی نہ خرید و میری آیتیں تھوڑی سی قیمت پر۔ خود دنیا
 اور اسکا تمام مال و متاع قلیل ہی ہے۔

پس جب خدا نے جمعہ کی نماز کا وقت نہیں بتایا تو ظہر کے وقت کیوں
 پڑھی جاتی ہے۔ صبح کے نو یا دس بجے کیوں نہیں پڑھتے۔ جیسے عیدین
 کی نماز گیارہ بجے پڑھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں عیدین کی نماز بھی نہیں۔
 یہ بھی ایجاد ہے۔ رسول اللہ سلام علیہ نے بجز قرآنی نماز کے کوئی نماز
 عمر بھر نہیں پڑھی۔ یہ آپ پر بہتان اور طوفان ہے۔ وہ تو صرف پیغام
 پہنچانے والے تھے۔ نہ کہ دین میں تصرف و مداخلت کرنے والے۔
 بات یہ ہے کہ جس نے رسول کے معنی سمجھ لیے اُس نے سب کچھ سمجھ لیا۔
 ذرا غور کرنا چاہیے کہ جب خدا نے رات دن کی پانچ نمازیں فرض کر دیں

اور اُنکے اوقات بتادیے تو اب کسی دن کے مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے
اب سمجھنا چاہیے کہ آیہ اِذَا نُوذِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ میں جمعہ سے
کیا مراد ہے۔ ناظرین یہ بحث غور سے سمجھیں۔ نہ کہ سرسری جمعہ جمع سے ماخوذ
ہے اور لغت میں جمعہ کے معنی مشتے از خروا۔ یعنی مٹھی بھر چھو ہالے کے ہیں۔
پس یوم الجمعہ کے معنی ہوئے مجمع یا فراہم ہونے کا دن۔ خواہ ہفتہ بھر میں
کوئی دن ہو۔ اور خواہ کسی نماز کا وقت پانچون نمازون میں سے ہو۔ مراد
یہ ہے کہ انہیں پانچون نمازون میں سے دن کی کسی نماز کے وقت اپنے اپنے
محلہ کی مسجدوں میں جمع ہو کر نماز پڑھا کرو۔ اور اس وقت کاروبار تجارت چھوڑ
دیا کرو۔ تم میں اخوت و اتحاد کی زیادتی ہوگی۔ خدا کے ذکر (تبلیغ قرآن) سے
ایمان مستحکم ہوگا۔ یہ نہیں کہ تمام مسجدیں چھوڑ کر کسی ایک مسجد میں جمع ہو اور باقی
مسجدوں کو ویران اور بے رونق کر دو۔ کیونکہ مسجدوں کی آبادی نماز اور
نمازیوں سے ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا اعتراضوں میں سے کوئی
اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ بہتر ہے کہ نماز صبح پر اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ نماز
کے بعد نو بجے تک بہت اچھی طرح ذکر اللہ (درس و وعظ) ہو سکتا ہے۔
مسلمانوں میں خلوص و اخوت کو ترقی ہو سکتی ہے اور سرکاری کاموں میں
بھی مرجع نہیں ہو سکتا۔

مولوی شبلی صاحب کا یہ طرہ لگانا کہ جمعہ کے روز عام تعطیل ہوا کرے۔
یعنی ہندو بھی اس تعطیل میں شامل ہوں حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیا ہندو نے
بھی یہ خواہش کی ہے اور مموریل پر کیا ہندو سے بھی دستخط کرائے جائیں گے

مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ گورنمنٹ میں یہ تجویز ہرگز چلتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ
دفتراور کچھریوں کے کاروبار میں براہِ راج ہوگا۔

قرآن کی بات ہمارے علما اور مشائخ کی سمجھ میں تو ہرگز نہ آئیگی جن کو
انسانی قصے کہانیوں نے چرلیا ہے البتہ وہ مسلمان ضرور سمجھ جائیں گے
جو صرف قرآنی آیات اور قرآنی ارشادات کو واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اور اس
سوا تمام انسانی کتابوں کو آیہ ومن الناس من یشتري لھوالمحدث
کے ذیل میں داخل کرتے ہیں۔

اگر کوئی صاحبِ جواب بن تو ہماری طرح صرف قرآن سے دین اس
لیے کہ احادیث کو کوئی مسلمان نہیں مانتا۔ شیون کی حدیثوں کو شیعہ نہیں
مانتے۔ اور علی العکس۔ علی ہذا۔ جبریہ۔ قدریہ۔ معتزلہ۔ خوارج وغیرہ سب کی
حدیثیں جدا جدا ہیں۔

نتیجہ یہ کہ حدیثوں کو کوئی نہیں مانتا۔ یہی حال چاروں اماموں کی فقہ کا
کتب فقہ میں جا بجا خلافاً للشافعی۔ خلافاً لابیحنفیہ۔ خلافاً للمالک۔ وغیرہ
لکھا ہے۔ گویا اسلام جس سے عبارت ہے وہ اختلاف کا مجموعہ ہے۔
بھلا بہتر مذاہب میں سے کوئی گروہ بھی ایسا ہے جو قرآن کی بعض آیتوں کو
مانتا ہو اور بعض کو نہ مانتا ہو۔ حدیثیں موضوع بھی ہیں جعلی بھی ہیں۔ ضعیف
بھی ہیں۔ بھلا قرآن کی بھی کوئی آیت تیرہ سو برس میں موضوع یا ضعیف ہوئی
مگر افسوس ہے کہ قرآن ہی کو سب نے چھوڑ رکھا ہے۔ جسکی صفت نور و کائنات
مبین اور آیات الباطل من یدہ ولا من خلفہ من نظم ملت

الی النور ہے۔ اور جسکی نسبت ارشاد ہے تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا
 عَلِيكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ۔
 الایہ۔ ترجمہ اسی رسول یہ آیتیں ہم خود بخود تجھ پر پڑھ رہے ہیں۔ پس اب
 خدا اور اسکی آیتوں کے بعد منکرین کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ اور خود رسول
 صلعم کو حکم ہے قل انما امرت ان اتلوا القرآن یعنی کہدے اے
 رسول میں بس یہ حکم دیا گیا ہوں کہ قرآن کے سوا کچھ نہ پڑھوں۔ اللہ اکبر۔
 خود خدا قرآن پڑھتا ہے۔ رسول قرآن پڑھتا ہے اور مسلمان نہیں پڑھتے۔
 انا لله وانا اليه راجعون ان آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ
 کسی کتاب یا وظیفہ کا (کتاب سد کے سوا) یہ سمجھ کر پڑھنا کہ یہ نبی کی کتاب
 ہے۔ یا دین کا وظیفہ ہے بالکل شرک فی الحکم اور اس پر اصرار کفر ہے۔ اعاذنا
 اللہ منہ۔ مجدد السنۃ مشرقیہ۔ سید احمد حسن شوکت۔ میرٹھ۔

یہ سب عبارت مندرجہ بالا مولانا شوکت کی ہے اور اب اسکا جواب ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔
 اسکا ایک جواب مختصر سا پہلے اخبار مشرق میں تبائع ۵ مئی ۱۳۱۳ء کو دیا جو تبائع ۲۲
 ۱۳۱۳ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔ اور دوسرا جواب مفصل بطریق رسالہ لکھا۔

چونکہ یہ معاملہ مذہبی ہے اگر خاموشی کیجائے تو عوام مسلمین کی گمراہی کا باعث ہے
 اور اسلام میں فتنہ برپا ہوتا ہے۔ اس لیے قلم اٹھایا اور حسب حکم مولانا شوکت کے
 قرآن پاک سے جواب لکھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ
 سُبُلَنَا ترجمہ اور جو لوگ محنت و کوشش کرینگے ہماری راہ میں البتہ ہم ان کو
 دکھائیں گے اپنی راہ۔ اسوجہ سے اس بارہ میں محنت و کوشش کر کے لکھنا شروع

ایک۔ کہ خداوند کریم اپنی راہ دکھائے اور اُس پر قائم رکھے اور اس سے دوسرے مسلمانوں کو
 گمراہی سے بچائے۔ پس قبل جواب لکھنے کے ایک تبصرہ کا لکھنا ضروری ہے تاکہ ہر شخص
 کی چشم بصیرت راہ حق میں کشادہ و روشن ہو اور ضلالت و ہدایت میں تمیز ہو سکے بحول اللہ تعالیٰ و نصرت

تبصرہ

فرمایا اللہ جل شانہ نے سورہ آل عمران رکوع (۱) میں **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ
 الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ط فَاذْكُرْ
 الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْجٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَبِغْيَاءِ
 تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ط وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ
 كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ه** ترجمہ وہی ہے جس نے
 اُمّاری تجھ پر کتاب اُسمین بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف
 ملتی۔ سو جبکہ دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں اُنکی ڈھب الیون میں۔ تلاش کرتے
 ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُنکی کل بٹھانی۔ اور اُنکی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے
 اور جو مضبوط علم والے ہیں وہ کہتے ہیں ہم اُسپر یقین لائے۔ سب کچھ ہمارے رب کی طرف
 سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جبکہ عقل ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے محمد یہ کتاب جو تجھ پر
 نازل ہوئی اُسمین بعض آیات بہت مضبوط ہیں اور بعضی کئی طرف ملتی ہیں یعنی جبکہ دل پھرے
 ہوئے ہیں خدا سے وہ اُسمین تلاش کرتے ہیں اپنا خبیث مطلب نکالنا جیسے بہتر فرقے
 ہیں گمراہ کہ اسی قرآن سے سند لیتے ہیں اور ہر ایک نے اپنے مطلب پر کل بٹھا کر معنی

جس میں زبردستی اور حکم ہو جیسا کہ وہ فرماتا ہے **هَذَا ذِكْرُ مُبَارَكٍ** (۱/۱) یعنی قرآن بابرکت ہے کوئی نئی چیز نہیں لایا بلکہ جو کچھ انسان کی فطرت اور صحیفہ قدرت میں بھرا پڑا ہے اسکو یاد دلانا ہے اور فرماتا ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا فِي الدِّينِ** (۳) یعنی دین اسلام کوئی بات جبر سے منوانا نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک بات پر دلائل پیش کرتا ہے۔ معقول کے علاوہ علم منقول و سماعی کی طرف بھی توجہ دلائی اور اسکو ضائع نہیں کیا بلکہ اسکو بھی ذریعہ حصول علم الیقین بتایا چنانچہ خدا تعالیٰ دوزخوں کی حکایت کرتا ہے **قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** (۲۹) یعنی دوزخی کہیں گے کہ اگر ہم عقل مند ہو اور مذہب اور عقیدہ کو معقول طریقوں سے آزماتے یا کامل عقلمندوں اور محققوں کی تحریروں اور تقریروں کو توجہ سے سنتے تو آج دوزخ میں نہ پڑتے۔ اس آیت میں علم منقول کے علاوہ صحت و تصدیق علم سماعی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کا ذہن کے ذریعہ سے بھی علم الیقین حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً ہم نے لندن تو نہیں دیکھا۔ صرف دیکھنے والوں سے اس شہر کا وجود سنا ہے مگر کیا ہم شک کر سکتے ہیں کہ شاید ان سب سے جھوٹ بول دیا ہوگا۔ ہم نے عالمگیر بادشاہ کا زمانہ نہیں پایا اور نہ عالمگیری شکل دیکھی ہے۔ مگر کیا ہمیں اس بات میں شک ہو سکتا ہے کہ عالمگیر حقیقتی بادشاہوں میں ایک بادشاہ نہ تھا۔

ایسا یقین کیون حاصل ہوا۔ اسکا جواب یہی ہے کہ صرف سماع کے تواتر سے بس اس میں کچھ شک نہیں کہ سماع بھی علم الیقین کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اسی سماع کے تواتر سے ہم قرآن پاک کو بھی قرآن منزل مانتے ہیں۔ ورنہ بعض فرقہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن جو رسول پاک پر نازل ہوا تھا اسکو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جلا دیا۔

اور یہ قرآن ان کا جمع کیا ہوا ہے اس میں تحریف و ترمیم کی گئی ہے اسکی تحقیق و جانچ ہم کو بذریعہ
 آثار و اخبار صحیحہ کے معلوم ہوئی ہیں جن اصول سے قرآن کو ہمنے خدا کا کلام معلوم کیا
 انہیں اصول سے حدیث کو رسول کا کلام معلوم کیا۔ اگر سماع کے قواعد سے انکار کریں تو قرآن سے
 بھی محروم ہوتے ہیں۔ ماسوا اسکے قرآن کریم میں دلون کو روشن کرنے کے لیے ایک روحانی
 خاصیت بھی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَشَفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُورِ ۖ یعنی
 قرآن کریم دلون کو روشن کرنے کے لیے اپنی روحانی خاصیت سے تمام دلی بیماریوں کو شکوک
 و شبہات کو دور کرتا ہے اس لیے اسکو منقولی کتاب نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کے
 معقولی و لائل اپنے ساتھ رکھتا ہے اور ایک چمکتا ہوا نور اس میں پایا جاتا ہے۔ تمام سہانی
 کتابوں سے قرآن کریم کے فضل و ممتاز ہونے کی منجملہ اور وجوہات کے ایک یہ بھی ہے
 کہ وہ عقائد و احکام کے بارے میں عقل کو مخاطب کرتا ہے اور خلاف و عناد کی صورتوں
 میں اسی کو حکم قرار دیتا ہے۔ اسنے جس عقیدہ و حکم کو ثابت کیا ہے یا جسکی تردید کی ہے
 دلیل عقلی سے کی ہے اور انسان کی شرافت و کرامت بوجہ عقل ہی قرار دی گئی ہے۔
 چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دِیْنُ الْمَرْءِ عَقْلُهُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ
 لَا دِیْنَ لَهُ یعنی آدمی کا دین اسکی عقل کے ذریعہ درست ہوتا ہے جسکو عقل نہیں اسکا
 کوئی دین نہیں۔ اور ایک سری حدیث میں مذکور ہے اَفْلَحَ مَنْ رَزِقَ لُبًّا یعنی جسکو عقل
 عطا ہوئی وہ کامیاب ہو گیا۔

خرد و افسر شہر یا ران بود	خرد زیور تا مداران بود
خرد زندہ جاودانی شناس	خرد مایہ زندگانی شناس
چہ گفت آن ہر مند مرد خرد	کہ داناز گشتار او بر خرد

جبکہ یہ بات ثابت و مسلم ہو چکی کہ شریعت کا خطاب عقل پر ہے تو پھر بالضرور ماننا پڑا کہ احکام شریعت بھی معقول صورتوں میں وارد ہوئے ہیں غیر معقول نہیں ہیں۔ ایسا وجہ سے عاقل و بالغ مکلف شرعی ہو جنوں و نابالغ مکلف نہیں کہ انکو عقل صحیح نہیں ہے۔

صحت عقل کا معیار و طریق استنباط

یہ تو ہم لکھ چکے ہیں کہ شریعت کا خطاب عقل صحیح پر ہے۔ عقل حامل و شریعت محمول ہے۔ مگر انسان کی صحت عقل کا بھی کوئی معیار چاہیے ورنہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن باتوں کو بعض ناقص العقل لوگ معقول سمجھ بیٹھتے ہیں وہ حماقت اور مایخولیا اور جنون و خیالات ناقصہ سنانیہ کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے۔

عقل کان باکبری دارند خلق ہست حمق و عقل پندارند خلق
کبر شہر عقل را ویران کند عاقلان را گمراہ و نادان کند

عقلی مذاہب مختلفہ و طرائق شتی کو دیکھ کر عدل اس امر کا مقتضی ہوا کہ انسانی عقل کی صحت و سقم جانچنے کے لیے کوئی معیار ہو اور معیار بھی اُسکا مقرر کردہ ہو جو اُسکا خالق ہوا۔ سو اُس کا خالق خدا تعالیٰ اور معیار صحت عقل اُسکا کلام ہے جسکو وحی جلی و خفی یعنی قرآن کریم و احادیث نبویہ کہتے ہیں کیونکہ محض انسانی عقلیں جنگی موافقت نور وحی سے نہوسکتی وہ دینی معاملات کے سمجھنے میں لغزش کھا جاتی ہیں۔ اگر بجز اقتباس نور وحی و پرتو افتاب نبوت محض انسانی عقلیں راست و صحیح ہوتیں تو دنیا کے صد ہا مذاہب باطلہ کے پیرو جو اپنے تراشیدہ خیالات و من گڑھت عنایات کو موافق عقل سلیم سمجھ بیٹھتے ہیں انکو صحیح و درست کہنا پڑتا۔ اور نہ انہیں استقدر طویل و عریض اختلافات ہوتے۔

اسی واسطے اس امر میں بہین بھی ہدایت ملی ہے کہ دینی معاملات میں خالق عقول کے کلام اور
اُس کے منور کیے ہوئے چراغ جسکو سراجا منیر فرمایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۃ
حسنہ کے نور سے باہر نہ نکلیں تاکہ آمیزش خیالات نفسانیت کی تاریکی میں داخل ہونے سے
ہماری عقل افراط و تفریط کی موجب نہ ہو

عقل در اسرار حق بس نارساست
اندر وں خویش را روشن بدان
اچنہ گہ گہ می رسد ہم از خداست
سرکشی از حق کہ من و انا دلم
اچنہ می تابد بتابد از آسمان
لغزش تو حاجت پید کند
حاجت خویش نذارم عاقلم
درو می عقل تر از سوا کند
چون ز آموزش خرد را یافتی
پس ز تعلیمش چرا سرتافتی

عقل کی مثال آئینہ کی ہے مگر کوئی آئینہ بغیر نور آفتاب چہرہ نما نہیں ہو سکتا۔ عقل کی مثال
آنکھ کی ہے جسکے ذریعہ سیاہ و سفید وغیرہ ہر رنگ کی میتز ہو سکتی ہے مگر کوئی آنکھ بجز
شعاع آفتاب کچھ دیکھ نہیں سکتی پس جس طرح جسمانی آنکھ و آئینہ میں بغیر امداد نور آفتاب
کچھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی روحانی چشم عقل کا حال ہے کہ وہ روحانی آفتاب
کے بغیر کور ہے۔ جس انسان کا اعتقاد ہی و علمی رخ آفتاب نبوت سے پھرا ہوا ہو اسکی
چشم عقل نابینا ہے اُسکا حال اُس شخص کا سا ہے جو بیابان میں شب تاریک میں رہتا
نہ دیکھنے سے حیران و سرگردان رہ جائے۔ ہم ہر ایک بات کی تحقیق عقل ہی کے ذریعہ
کر سکتے ہیں۔ ہم تم سب آنکھوں ہی سے دیکھتے ہیں مگر آفتاب کی بھی ضرورت ہے۔ قانون
ہی سننے ہیں مگر ہوا کی بھی حاجت ہے آفتاب چھپا تو بس نہ بٹھے رہو قانون کو ہوا
سے ڈھانک لو تو بس سننے سے چھٹی ہوئی۔

حاجت نوری بود ہر چشم را
 چشم مینا بے خورتا بان کہ دید
 این چنین افتاد قانون خدا
 کے چنین چشمی خداوند آفرید
 تا فتن روا از خورتا بان کہ من
 خود ہر آرم روشنی از خوشنق
 عالمی را کور کرد دست این خیال
 سرنگون افکند در چاہ ضلال
 ناز بر فطنت مکن مگر فطنتی ست
 در رہ تو این خرد مندی ہی ست
 چون نیائی زیر تاب آفتاب
 کے فتنہ بر تو شعاعی در حجاب
 منہامی عقل تعلیم خدا ست
 ہر صداقت را ظہور از انبیا ست
 بازبان حال گوید روزگار
 اسی قصیر العمر گیر آموزگار
 از کس و ناکس بیاموزی فنون
 عار داری زان حکیم بیچگون
 طبع را و ناکسان ہم ناقص ست
 گرترا گوشی بود حرفی بس ست

جیسا کہ انسان کی ہر چیز محدود ہے ایسا ہی اُسکی عقل و تجربہ بھی محدود ہے ایک حد
 تک پہنچ کر عقل ماندھ ہو جاتی ہے آگے نہیں جاسکتی۔ لہذا ایسی حالت میں خدا نے
 انسان کی دشگیری کے لیے اپنا الہام و کلام (حدیث و قرآن) مقرر کیا۔ ابن ابی حاتم نے
 روایت کی ہے کہ زہری سے وحی کے معنی پوچھے گئے۔ اُنھوں نے فرمایا وحی وہ ہے
 جسکو ڈالے اللہ دل میں اپنے کسی نبی کے اور وہ نبی اُسکو دل نشین کر کے لکھے اور
 اُسکے ساتھ کلم بلفظہ کرے۔ اس طرح کی وحی کو کلام اللہ کہتے ہیں۔ اور ایک شکل
 وحی کی یہ ہے کہ نبی ساتھ اُسکے کلم بلفظہ نہ کرے اور نہ کسی کے لیے لکھے اور نہ
 لکھنے کا حکم دے۔ لیکن آدمیوں سے بطور تذکرہ کے کہے اور یہ بھی اُن لوگوں سے
 بیان کرے کہ اللہ نے اُسکے بیان اور اُسکی تبلیغ کا حکم دیا ہے خلاصہ یہ کہ وحی

الی الانبیاء کی ایک قسم کلام اللہ کہی جاتی ہے اور دوسری قسم کو کلام اللہ نہیں کہتے۔
 چنانچہ امام سیوطی نے تصریح کی ہے کہ دوسری قسم کو سنت (حدیث) کہتے ہیں اور حدیث
 دو طرح کی ہے۔ قولی و فعلی۔ قولی وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 اور فعلی وہ ہے جو خود کیا۔ یا صحابہ نے کیا اور آپ نے دیکھ کر یا سن کر سکوت کیا منع
 نہ فرمایا اور یہ سب قابل اتباع ہیں پس قال اللہ (قرآن) قال الرسول (حدیث)
 وقول وفعل صحابہ (اجماع) یہی شریعت محمدی و دین اسلام ہے۔ ان تینوں کی اتباع کا
 اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا
 الرَّسُولَ وَآوُوا إِلَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ** یعنی اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی (قرآن)
 اور فرمانبرداری کرو رسول کی (حدیث) اور فرمانبرداری کرو اولی الامر منکم کی (اجماع)
 اس آیت میں ایمانداروں پر تین قسم کی تابعداری فرض کی گئی۔ اللہ کی۔ رسول کی۔ صلحا
 حکم کی۔ اس آیت میں فی الامر منکم ہی کافی تھے۔ مگر لفظ منکم سے تصریح ہو گئی کہ وہ حاکم
 تم میں سے ہو یعنی مومن نہ کافر چنانچہ قرآن نے خود اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے
يَعْلَمُهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَ مِنْهُمْ یعنی اولی الامر مجتہدین و مستنبطین ہیں اور
 ہر ایک مستنبط بھی نہیں بلکہ لفظ منکم سے تبعیض و تخصیص ثابت ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ
 صحابہ و تابعین نے اولی الامر سے مجتہدین کی اطاعت فرض و واجب ٹھہرائی ہے۔
 اور غیر مقلدون کا یہ کہنا کہ سوائے خدا و رسول کے اور کی تابعداری شرک و بدعت ہے
 کس قدر دروغ بے فروغ ہے۔

مولانا شوکت نے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بھی انکار کیا۔
 اور حدیث کا پڑھنا شرک کہا اور اصرار کفر ٹھہرایا۔ اور اولی الامر سے مطلق

حاکم مراد لیا۔ چاہے وہ کسی مذہب کا ہو۔ حکام دو قسم کے ہیں۔ کفار و مشرکین۔ دوسرے مسلمانان صادقین تو قسم اول کی شان میں توصاف وارد ہے۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ اُنکو کافروں میں سے کہہ دیا یعنی وہ حاکم جو نہ حکم کرے مطابق اُسکے جو آمارا اللہ نے پس وہ حاکم کافرو ظالم و فاسق ہیں۔ باقی یہی قسم ثانی۔ سو وہ بھی دو قسم پر ہیں۔ اہل علم صادقین مومنین۔ دوسرے جہلا و فاسق فاجرو۔ سو اگر قسم اول یعنی علماء صادقین ہیں تو بیشک ہم بھی کہتے ہیں کہ علماء مجتہدین ہیں۔ و اگر مراد ہماری قسم ثانی ہے تو فاسقون فاجرون کی متابعت تمہارے نزدیک فرض ہوگی۔ واقعی تمہارے امام ایسے ہی مناسب ہیں۔ افسوس غیر مقلدون اور اہل قرآن کو علم سے محرومی تو تھی ہی عقل سے بھی یہ بیچارے معطل کیے گئے ہیں۔ آج تک انکو اولی الامر کے معنی بھی نہیں آئے۔ وجہ کیا یہ لوگ نجات المومنین پڑھ کر فاضلون کا مقابلہ کرتے ہیں اگر قسمی سے تفسیر محمدی یا ثنائی پڑھی تو بس ڈبل مجتہد بلکہ ڈیڑھ گز اسپر اور بھی پڑھ گئے اور جس نے قرآن کا اردو ترجمہ پڑھ لیا وہ قرآن کریم کو خوب سمجھ گیا۔ اہل قرآن ہو کر مجدد بن گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مبارک میں امیر و قاضی حاکم خوب عالم دین مومن صادق مقرر ہوتے تھے بے علم و فاسق کو امیر کرتے ہی نہ تھے۔ پس ہی اولی الامر ہیں جنکی اتباع واجب ہے انھیں کی اطاعت کا حکم ہوا اس لیے اب بھی وہ حاکم فی الدین ہو گا جو عالم کامل اور مومن صادق ہے پس سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔ حکم ہوتا ہے اَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنی نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور تابعداری اطاعت کرو رسول کی شاید تم پر رحم کیا جائے۔

چونکہ طریقہ نماز و حساب و نصاب کو قرآن سے نہیں معلوم ہو سکتا۔ اس لیے حکم دیا کہ
اطاعت کرو رسول کی جس طرح وہ بتاویں کرو کیونکہ ہننے اُن کو اچھی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ
عَلَّمَكَ شَدِيدُ الْقُوَى شاعر ہے یعنی آنحضرت صلعم کو تعلیم دی ہے زبردست قوت والے
نے۔ اور سب باتیں خوب طرح سے بتا دی ہیں۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا یعنی جو باتیں آپ نہ جانتے تھے وہ سب اللہ پاک نے
آپ کو سکھا دیں اور اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔ اور یہ بھی خیال نہ کرو کہ رسول اپنی طرف
سے کچھ کہیں گے ایسا ہرگز نہیں ہے ہم اُنکو الہام کے ذریعہ بتا دیتے ہیں چنانچہ فرمایا وَمَا
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنی وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے
بلکہ الہام و وحی کے ذریعہ سے کہتے ہیں۔ اور زیادہ تصریح اسکی دوسری آیت سے ہوتی ہے
کہ فرمایا سورہ طہ میں وَلَا تَجْعَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّقْضَىٰ اِلَيْكَ وَحْيُكَ یعنی اے
رسول قرآن کے سمجھانے میں جلدی نہ کرو قبل اسکے کہ حکم (فیصلہ) کرے تجھ پر اسکی وحی۔
اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ قرآنی احکام اکثر مجمل ہیں اُنکی تفسیر بذریعہ وحی آپ کو
تعلیم دی گئی اور اُسے اسکی تفسیر فرمادی۔ اُسی تفسیر کو حدیث کہتے ہیں۔ دوسری آیت پر بھی
فَاِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ پس جب پڑھیں ہم اُسکو (قرآن) پس
پیروی کر ہمارے پڑھنے کی بعد اُسکے بیشک ہم پر واجب ہے اُسکا بیان کرنا۔ ثم ان علينا
بیانہ صاف بتاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر بذریعہ وحی خفی یا الہام آپ کو تعلیم دی اور وہی بیان
حدیث ہے۔ اور پڑھیے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ نَزْلًا لَّا طَفَا صَدْرٌ يُحْكِمُ رَبِّكَ
یعنی بیشک اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن آہستہ آہستہ۔ پس صبر کرو واسطے حکم پروردگار اپنے
کے۔ دوسرا جملہ صاف بتاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر ضروری ہے جسکے لیے حکم ہوتا ہے کہ صبر

کرو کہ تم تمکو مفصل حکم دین۔ اور فرمایا مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی اُس نے اطاعت کی اللہ کی۔ پھر حکم ہوتا ہے وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ یعنی جس نے نافرمانی کی اللہ و رسول کی یعنی اللہ کا حکم نہ مانا اور رسول کی اطاعت نہ کی پس وہ بیشک گمراہ ہو گیا اگلی ہوئی گمراہی۔

خلاف پیغمبر کے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید اور دیکھیے ارشاد ہوتا ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّشْرَكَ سُدًىٰ یعنی کیا انسان شتر بے ہمار بننا چاہتا ہے۔ دیکھیے حکم ہوتا ہے لَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا یعنی بعد اصلاح ملک کے ملک میں فتنہ و فساد نہ ڈالو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مبارک میں دین درست ہو گیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَقَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي یعنی دین اسلام کو ہم نے تمہارے لیے کامل و پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اب اُس میں فتنہ و فساد برپا کرنا مٹھی عنہ ہے۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيْرًا ۝ یعنی جو کوئی تابع دوسری و پیروی کرے مومنوں کے راستہ کے سوا دوسرے راستہ کی تو ہم اُسکو دوزخ میں بُری جگہ دینگے۔ اس سے بھی زیادہ تشدد کا حکم سنئے وَالَّذِيْنَ يُحَاكِمُوْنَ فِيْ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجَبَ لَهُ جُحُوْمٌ مِّنْ اَ حْزَنَةٍ عِنْدَ رَبِّهٖمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ یعنی جس بات حق کو مسلمان مان چکے پھر اُس میں مفسدین کا جھگڑا ڈالنا یہ دوزخیوں اور مفضوب علیہم کا کام ہے۔ یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ جب اہل اسلام کسی بات پر اجماع کر لیں تو اُسکو توڑنا اور مخالفت کرنا حرام ہے اسی لیے ارشاد ہوتا ہے وَ اَعِصُوْا

يَجْعَلُ اللَّهُ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ یعنی تم سب ملکر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور
تفرقہ نہ ڈالو۔ بلکہ تلو کوئی مسئلہ نہ معلوم ہو یا سمجھ میں نہ آئے تو اہل ذکر سے پوچھ لو جیسا کہ
فرمایا قاسم سئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں
جانتے ہو۔ اہل ذکر سے مراد علماء و مجتہدین ہیں۔ اور اتباع و تقلید کا حکم پروردگار
نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اتبع ملة ابراهيم حنیفاً یعنی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرو۔ اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ رسول کی اتباع کرو اور
مجتہدین کی۔

خدا نے اس دین کا نام سلام رکھا ہے۔ اسلام کے معنی گرویدہ شدن و باور
کردن و قبول و تسلیم نمودن۔ اور اسلام نے جو امورات ارشاد فرمائے ہیں ان میں بھی
تسلیم و قبول کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ مثلاً اولاد اپنے والدین کی پابند۔ رعایا اپنے
بادشاہ کے حکم پر پابند۔ عورت اپنے شوہر کی پابند۔ مقتدی اپنے امام کے پابند۔
قافلہ اپنے رہبر و رہنما کا پابند۔ جاہل اپنے عالم کا پابند۔ غلام اپنے آقا کا پابند غیر
مجتہد اپنے مجتہد کا پابند۔ فوج اپنے سردار کی پابند مرین اپنے حکیم کا پابند۔ شاگرد اپنے
استاد کا پابند وغیرہ وغیرہ۔

پس ثابت ہوا کہ اسلام پابندی سکھاتا ہے نہ کہ آزادی۔ انگریز جب اول
ہندوستان میں آئے تو دیکھا کہ مسلمان اپنے احکام اور امورات مذہبی کے سخت
پابند ہیں تو انکو آزادی پر قائم کرنا چاہیے پس خوب عہدگی سے آزادی دیدی اور غیر
مقلد بنانا شروع کیا اور سب سے زیادہ اسمین علیگڑھ نیچری نے حصہ لیکر بہت اہل
ایمان کو برباد کیا۔ یہاں تک نوبت نیچریوں کی آئی کہ نبی برحق کی تقلید کو ترک کر کے

آزاد ہو گئے۔ جیسا کہ عیسائی فرقہ نے اپنا اصلی دین و مذہب جو حضرت مسیح چھوڑ گئے تھے ترک کر کے نیا مذہب از خود ایجاد کر کے اُسکا نام دین مسیحی رکھا ہے۔ اسی طرح یحییٰ نے بھی نیا دین تیار کر کے اصلی دین کو نہ صرف چھوڑا بلکہ اسلام کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔

ایک فرقہ چکر الوہی نکلا ہے یہ آریون کا بھائی ہے جیسا آریون نے شاسترا اور پران کو قصہ کہانی کہہ کر چھوڑ دیا اور محض وید کو کتاب آسمانی جان کر اختیار کیا و سیاسی حکمران الوہی نے احادیث و فقہ و تصوف کو قصہ کہانی بنایا اور ان سب سے انکار بلکہ اُن کا پڑھنا شرک و راسخراہ قرار دیا محض قرآن کو اختیار کیا۔ ہمارے مولانا شو صاحب میرٹھی بھی اسی فرقہ میں معلوم ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے پردہ میں دین اسلام کی بربادی کے درپے ہوئے ہیں۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کو تو بہانہ کافی تھا۔ اُنھوں نے اور بھی متانت سے خلق اللہ کو گمراہ کر کے غیر مقلد بنایا۔ یہ فرقہ اُس حد تک بڑھ گیا کہ اب حدیثوں کو منخری کرتے ہیں۔ رسول پاک کی شان گھٹا دی۔ مسلمانوں کے دل سے اُنکی عظمت اُنکا اعتقاد اُنکی محبت کم کر دی۔ پناہ بخدا۔

ایک لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ کسی غیر مقلد کو کسی نے کہا کہ بالفرض اگر تمام انبیاء حضور علیہ السلام کے وقت موجود ہوتے تو تو اُس وقت کیا کرتا۔ کیونکہ اُس وقت تو صرف ایک حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہی تقلید کافی تھی تو جواب یا کہ میں تو نبی کی تقلید کو بھی برا سمجھتا ہوں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اب دیکھیے غیر مقلدون کی حالت کہاں پہنچی ہے خدا سب کو امان دین کا پکا مقلد بناوے۔ آمین۔

ہمارے ناظرین یہ چند امور جو تبصرہ میں مذکور ہوئے انکو اچھی طرح بار بار پڑھ کر
ذہن نشین کر لیں۔

اب جو مولانا شوکت کا جواب لکھا جائیگا وہ انکے خیال و عقیدے کے بموجب
ہوگا۔ البتہ اس سے مقلدین کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ بلا تقلید اللہ مجتہدین قرآن پاک کا مطلب
اور اتباع رسول کریم حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔

جواب مولانا شوکت میرٹھی کا

قولہ سے مراد عبارت شوکت جو مندرجہ اخبار مذکورہ بالا ہے۔ اور اقوال سے
مراد جواب ہے۔

قولہ قرآن میں مروجہ نماز جمعہ کا کہیں حکم نہیں۔ آیہ اذ النودی للصلوۃ فی یوم
الجمعة فاسعوا لی ذکر اللہ میں اجماع کے معنی ہمارے علماء بالکل نہیں سمجھے۔ اقول
اگر اسلامیہ حکومت ہوتی تو اس سمجھ کا فیصلہ قرار واقعی کرتی۔ اب انگریزی حکومت میں ہر
مذہب کے کو آزادی ہے۔ جسکے جو جی میں آئے لکھے۔ جاہل عالم بنے اور عالم کو جاہل
بنائے۔ ضرب المثل ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان۔

قولہ بالفعل علماء یہ بتائیں کہ جمعہ کی نماز پانچویں نماز ہے یا چھٹی۔ چھ نمازوں کا
تو حکم نہیں۔ اگر پانچویں ہے تو ظہر کی نماز کس نے منسوخ کر دی۔ رسول سلام علیہ نے۔
اقول پانچویں اور چھٹی نماز قرآن میں کہاں ہے۔ قرآن میں تو دوم ہی نماز فرض ہے۔
حسب عقیدہ مولانا شوکت۔ روزانہ ایک نماز اور ہفتہ میں جمعہ کی ایک نماز۔ قرآن
میں پانچ نماز کہاں ہیں۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ ان پانچوں نمازوں کا نام اور

وقت تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بانی شریعت و شائع علیہ السلام ہیں بوجہ امام
یعنی وحی خفی تعین فرمایا۔ مولانا کو اتباع رسول سے انکار ہے اور حدیث کو مانتے نہیں
پھر کہاں سے پانچ نماز فرض کر کے جمعہ کو چھٹی نماز بتاتے ہیں۔ حالانکہ تمام قرآن میں لفظ
صلوٰۃ واحد ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت نماز فرض ہے اور اسکا
وقت بھی قرآن میں ایک بتایا گیا اور اذان بھی ایک ہی نماز کے لیے ثابت ہے۔ دیکھیے
تمام قرآن کی آیات ذیل میں ہیں۔

پارہ	سورہ	رکوع	آیات
۱	بقرہ	۱	يُتِمُّونَ الصَّلَاةَ
"	"	۵	اقِمُوا الصَّلَاةَ
"	"	"	وَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
"	"	"	اِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ - (ضمیر واحد ہے)
"	"	۱۰	واقِمُوا الصَّلَاةَ
"	"	۱۳	واقِمُوا الصَّلَاةَ
۲	"	۱۹	بالصبر وَالصَّلَاةِ
"	"	۲۲	اقَام الصَّلَاةَ
۳	"	۳۸	واقِمُوا الصَّلَاةَ
"	النساء	۷	لا تَقْرَءُوا الصَّلَاةَ وَانْتُمْ سُكَارَىٰ (ترجمہ) یعنی مت قریب جاؤ تم نماز کے نشد کی حالت میں۔
۵	"	"	اقِمُوا الصَّلَاةَ

۱
اگر کسی نماز ہو تو
بوجہ اس کے یہ
لا تقربوا
الصلوات
ارشاد ہوتا ہے کہ
ایک نماز میں
نہی ہو اور بانی
میں منع نہ ہو۔

آيات	سوره	ركوع	پاره
واذا ضربتم في الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة	النساء	١٥	٥
فاذا قضيت الصلوة	"	"	"
فاقيموا الصلوة	"	"	"
واذا قاموا الى الصلوة	"	٢١	"
والمقيمين الصلوة	"	٢٢	٦
اذا قمتم الى الصلوة	المائدة	٢	"
لئن اقمتم الصلوة	"	٣	"
يقيمون الصلوة	"	٨	"
اذا ناديتهم الى الصلوة	"	٩	"
عن ذكر الله وعن الصلوة	"	١٢	٤
وان اقيموا الصلوة	الانعام	٩	"
وهم على صلاتهم يحافظون	"	"	"
قل ان صلاتي ونسكي	"	٢٠	٨
واقاموا الصلوة	الاعراف	٢١	٩
الذين يقيمون الصلوة	الانفال	١	"
فان تابوا واقاموا الصلوة	التوبة	٢	١٠
واقام الصلوة	"	٣	"
ولا يأتون الصلوة	"	٤	"

اذا كان بين ركعتين ركعتين
فلا بد من ركعة بينهما
او ان كان بين ركعتين ركعتين
فلا بد من ركعة بينهما

آيات	ركوع	سورة	پاره
ويقيمون الصلوة	٩	التوبة	١٠
واقيموا الصلوة	٩	يونس	١١
قالو لشعيب اصداتك تامرک	٨	هود	١٢
واقاموا الصلوة	١٣	الرعد	١٣
ليقيموا الصلوة	٥	ابراهيم	١٤
ليقيموا الصلوة	٦	"	"
رب اجعلني مقيم الصلوة	"	"	"
ولا تجر بصلواتك ولا تخافت بها	١٢	بنی اسرائیل	١٥
واوطنني بالصلوة	٢	مريم	١٦
وكان يا مراهم بالصلوة	٣	"	"
اضاعوا الصلوة	"	"	"
واقم الصلوة لذكرى	١	طه	"
وامر اهلك بالصلوة	٨	"	"
واقام الصلوة	٥	الانبياء	١٧
والمقيم الصلوة	٥	الحج	"
واقاموا الصلوة	٦	"	"
فاقيموا الصلوة	"	"	"
قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون	١	المؤمنون	١٨
واقام الصلوة	٥	النور	"

پارہ	سورہ	رکوع	
۱۸	التور	۷	واقيموا الصلوة وآتوا الزکوة
۱۹	النمل	۱	ليقيمون الصلوة
۲۱	الضحيٰ	۵	واقم الصلوة
"	"	"	ان لصلوة تنهى عن الفحشاء
"	الروم	۴	واقيموا الصلوة
"	لقمان	۱	الذين يقيمون الصلوة
"	"	۲	يا بني اقم الصلوة
۲۲	الاضرب	۴	واقمن الصلوة
"	فاطر	۴	واقاموا الصلوة
۲۵	الشورى	۴	واقاموا الصلوة
۲۸	المجادله	۲	فاقيموا الصلوة
۲۹	المعارج	۱	الامصليين الذين هم عن صلاتهم والمؤمن
"	"	"	والذين هم على صلاتهم يحافظون
"	مزل	۲	واقيموا الصلوة
۳۰	البينه	۱	واقيموا الصلوة
"	الماعون	"	عن صلاتهم ساهون

ويكفي تمام قرآن سے ایک ہی نماز بلفظ واحد ثابت ہوتی ہے اور کہیں بلفظ خمستریا
الرعبۃ یا ثلاثۃ تعداو بھی نہیں بتائی گئی اور وقت بھی ایک ہی نماز کا بتایا جاتا ہے

دیکھیے پارہ پنجم سورۃ النساء رکوع ۵۱ میں إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا
مَوْقُوتًا یعنی نماز مومنوں پر فرض ہے وقت مقررہ پر۔ صلوٰۃ واحد۔ کانت واحد۔ کتاب
بمعنی مکتوب واحد۔ موقت اسم مفعول واحد۔

اسکا وقت بھی دیکھیے صاف صاف بتا دیا گیا۔ پڑھیے پارہ پندرہ سورۃ بنی اسرائیل
رکوع ۹ میں اَقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ
قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا یعنی قائم کرو نماز کو غروب آفتاب سے اندھیری رات تک
اور قرآن پڑھ فجر کو۔ بیشک فجر کا قرآن پڑھنا مشہود ہے۔ یعنی حاضر ہے۔ چونکہ فجر کا
وقت طینان قلب کا ہے اسوقت قرآن پڑھنے میں دل حاضر رہتا ہے۔

اب دیکھیے لغت منتہی الارب جو مجموعہ ہے صراح وقاموس وغیرہ کا اسمین ہے۔
دُلُوكِ۔ ذَلَكْتَ الشَّمْسُ دُلُوكًا۔ فروشد یا زرد رنگ گردید یا برگشت آفتاب کما قولہ
تعالی اَقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُوكِ الشَّمْسِ۔ یراد بہ زوالها عن کبد السماء۔ وعزوبها ایضا وصلہ للیل۔
غَسَقٌ۔ غَسَقَ اللَّيْلُ غَسَقًا یعنی نیک تاریک گشت شب۔

غَاسِقٌ۔ ماہ یا شب وقت غروب شفق یا تاریکی بعد از غروب شفق ومنہ قولہ
تعالی ومن شر غاسق اذا وقب یعنی از بدی شب چون در آید یا تاریک گردد۔

پس معلوم ہوا کہ وقت نماز غروب آفتاب سے تاریکی شب تک ہے اور دیکھیے اذان کے
لیے بھی ایک ہی نماز کے واسطے حکم ہوا۔ اِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ یعنی جب اذان
دوئم نماز کے لیے۔ صلوٰۃ لفظ واحد فرمایا نہ صلوات بلفظ جمع۔

طریقہ نماز

قرآن میں نماز پڑھنے کا طریقہ یہی بتایا گیا۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ۔ وارکعوا۔ واسجدوا۔ یعنی

قیام و رکوع و سجود۔ نہ قومہ ہے نہ قعدہ نہ تعداد سجدہ نہ تعداد رکعت۔

اور نماز میں پڑھیں کیا اسکے لیے ارشاد ہوتا ہے فَأَقْرَأُوا مَا يَنْشُرُ مِنَ الْقُرْآنِ
یعنی پس پڑھو قرآن میں سے وہ جو تمکو آسان معلوم ہو یعنی ایک یہ یا ایک سورہ چھوٹی یا
بڑی جس قدر تمکو خوب یاد ہو اور آسان معلوم ہو۔

بیان تسبیح

فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے پارہ ۲۶ سورہ ق رکوع ۳ میں وَتَسْبِّحُ لِحَمْدِهِ بِأَكْبَرِ
قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ
یعنی اور تسبیح پڑھ اپنے رب کی حمد کے ساتھ یعنی سبحان اللہ سجدہ کہ قبل طلوع آفتاب (فجر)
اور قبل غروب (عصر) اور تھوڑی رات میں (عشا) یہ وقت تسبیح کا بتا کر حکم فرمایا فسبح
یعنی پس تسبیح پڑھ اسکی اور بعد سجود کے یعنی نماز روزانہ کے بعد اور تہجد کے بعد اور نماز
جمعہ کے بعد۔

شریعت میں چند الفاظ ذیل اصطلاحی و مرادی معنی میں مستعمل ہیں۔
تسبیح۔ سبحان اللہ کہنا۔ تحمید۔ الحمد للہ کہنا۔ تہلیل۔ لا الہ الا اللہ کہنا۔ تکبیر۔
اللہ اکبر کہنا۔ تعوذ۔ أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ ثنا۔ سبحانک اللہم و بحمدک و تبارک
اسمک و تعالیٰ جدک و لا الہ غیرک کہنا۔ استرجاع۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ پس
سبح بحمد ربک کے معنی سبحان اللہ سجدہ کہنا ظاہر ہے۔

ادبار السجود میں سجود جمع ہے۔ اسلئے کہ نماز میں تین ہیں۔ ایک روزانہ اور ایک
تہجد اور ایک جمعہ جن میں دو فرض ہیں اور ایک تہجد نفل ہے اور تین سجدہ جمع ہوا

اس لیے ادبار السجود فرمایا۔ تسبیح کے اوقات میں اور آیتوں سے بھی ثبوت ملتا ہے چنانچہ
 پارہ ۱۶ سورہ طہ رکوع ۸ میں ہے وَ سَبِّحْ لِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا
 وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ الایہ۔ اس آیت کا ترجمہ بربان فارسی
 مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا ملاحظہ ہو۔ و تسبیح کو یا حمد پروردگار خوش
 پیش از برآوردن آفتاب پیش از غروب آن و بعض ساعتہ شب اطراف و تسبیح کو
 یعنی قبل غروب آفتاب و بعد غروب بعض ساعت شب میں سبحان اللہ سجدہ کہو و اطراف
 نہار یعنی صبح و شام فقط سبحان اللہ کہو۔ اور پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۱۰ میں ہے وَاقِمِ
 الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُفَا مِنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
 ذَلِكُمْ خُكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا صَلَاةً مَعْنَى دعا و رحمت یعنی دعا پڑھ دن کے دونوں جانب
 (قبل طلوع شمس و قبل غروب کیونکہ غروب سے غسق لیل تک نماز کا وقت ہے) اور
 کچھ رات میں (عشا) بیشک نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے ذکر کرنیوالوں کے
 لیے۔ اور تہجد کے لیے وقت بتایا۔ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَدْ لَلَّ لَا قَلِيلًا يَنْصِفُهُ
 أَوَ الْنَقْصُ مِنْهُ قَلِيلٌ أَوْ يَزِيدُ عَلَيْهِ وَ سَرَّ قُلُ الْقُرْآنِ أَنْ تَرَ تَيْلَاہ یعنی
 رات کو اٹھو مگر قلیل (تھوڑی رات تمام رات نہیں) نصف رات یا اسیں تھوڑی گھٹا دو
 یا بڑھا دو (تمہاری خوشی پر ہے جبر نہیں) اور آہستہ صاف صاف قرآن پڑھو۔ اور اس
 نماز تہجد کو نفل قرار دیا جیسا کہ فرمایا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ط یعنی رات کو
 تہجد پڑھ اپنے لیے نفل۔

مولانا اگر غور فرمائیں تو تسبیح کا مسئلہ ان دونوں آیت سے (جو خود مولانا نے تہجد
 کے ثبوت میں پیش کی ہے اور مسئلہ تسبیح سے انکار کیا) ثابت ہوتا ہے اور مولانا کو

ایک حکم منسوخ ہونا ماننا پڑیگا۔ دیکھیے تم اللیل میں تم امر کا صیغہ ہے جس سے فرضیت ثابت ہے۔ اور نافلہ تک سے نفل قرار پائی ان دونوں میں تناقض ہے کیونکہ ایک ہی نماز تہجد کی فرض بھی ہو اور نفل بھی یہ محال ہے چونکہ پہلے نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ دوسری آیت سے نفل ہو گئی اور فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اور پارہ ۳ سورہ فتح میں ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا پس سبحان اللہ سجدہ کہو اور استغفر اللہ ربی کہو بیشک خدا توجہ کر نیوالا ہے۔

اب سمجھنا چاہیے کہ نماز و تسبیح و تحمید پڑھنا اور اس سے دعا و استغفار کرنا یہی بندگی و عبادت ہے اسکے اوقات روزانہ پانچ ہیں حسب تفصیل ذیل۔

- (۱) قبل طلوع شمس۔ فجر { تسبیح و دعا و استغفار کے لیے۔
 - (۲) قبل غروب۔ عصر {
 - (۳) غروب شمس سے غسق اللیل تک۔ مغرب { نماز فرض۔
 - (۴) من اناللیل کچھ حصہ رات میں۔ عشا { تسبیح و دعا کے لیے۔
 - (۵) نصف رات۔ تہجد { نماز نفل و تسبیح و استغفار کے لیے۔
- یہ پانچوں نماز نفل ہے باقی چار وقت فرض ہیں۔ نماز و تسبیح وغیرہ کے لیے۔

نماز جمعہ

اب لیجیے نماز جمعہ کی فرضیت قرآن پاک سے۔

فَوَلِّهِمْ أَصْحَابَ الْكُتُبِ قُلُوبَهُمْ ذَلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 کیا مراد ہے۔ ناظرین یہ بحث غور سے سمجھیں نہ کہ سرسری۔ جمعہ جمع سے ماخوذ ہے

اور لغت میں جمعہ کے معنی مشتے از خرمای یعنی مٹھی بھر چھو ہارے کے ہیں۔ پس یوم الجمعہ کے معنی ہوئے مجمع یا فراہم ہونے کا دن۔

اقول ہمارے مولانا اپنی سمجھ کی خوبی کو ناظرین کے سامنے کس دعویٰ کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اسکو بغور سمجھنے کے لیے توجہ دلاتے ہیں اور اسی سمجھ کے اعتماد پر پہلے لکھ چکے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ اسکے معنی ہمارے علم بالکل نہیں سمجھے۔ ہم آگے چل کر خود قرآن سے معنی سمجھا سکتے۔

لہذا میں بھی ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ مولانا کی تحقیق اور اسنا چیز کی تحریر دونوں کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا لکھتے ہیں کہ من یوم الجمعہ میں جمعہ جمع سے ماخوذ ہے اور لغت میں جمعہ کے معنی مشتے از خرمای اور نتیجہ نکالاجمع یا فراہم ہونے کا دن۔ ماساں اسکیا معقول اجتہاد ہے۔ سوال زر لیمان و جواب زر آسمان۔ ہمارے مولانا کو علاوہ قرآن کے لغت سے بھی آشنائی ہے۔ لہذا ہم بھی لغت پیش کرتے ہیں اگر ہمارے مولانا منتہی لارب کو جو قاموس صراح وغیرہ لغات عربیہ کا مجموعہ ہے دیکھ لیتے تو یہ دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔ لیجئے منتہی لارب لغت کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ آپ خود غور کر لیں تب ناظرین کو غور کرائیں۔

جُمُعہ۔ یَوْمُ الْجُمُعَةِ۔ بضمّین روزِ آدینہ جمعیّتِ جُمُعَات۔
جُمُعہ۔ بضم اول و سکون ثانی یعنی الجموعۃ۔ وفی حدیث عمر رضی اللہ عنہ
صَلَّى الْمَغْرِبَ فَلَمَّا أَنْصَرَفَ دَرَجَةُ الْجُمُعَةِ مِنْ حَصَى الْمَسْجِدِ أَمَى الْجُمُعَةِ۔
جَمْع۔ بالفتح نخل بسیار بار یا درخت خرمای جمعیّتِ جُمُوع۔ یعنی ہمہ و شیر ہر مادہ

شتر و گوسفند کہ پستان اور ایستہ باشند۔ ویوم جمع۔ روز عرفہ۔ وایام جمع۔ روز ہائے منی۔
جمع۔ بالضم مشت خرافراہم آوردہ جمعش اجماع۔

جموعہ۔ یک مشت از خرما۔ وبعنی الفت یقال ادام اللہ جموعہ ما بینکما ای الفت
ما بینکما۔ واین ہمہ الفاظ باین معنی بدون الف و لام است۔ وبعنی روز آدینہ بالف لام۔
دیکھئے مولانا قرآن میں یوم الجموعہ بضمیتین اور بالف لام ہے جو خاص معنی روز آدینہ
ہے اور اس لفظ کا دوسرا معنی نہیں ہے۔ اور یہ معرفہ علم ہے جو منجملہ سات دن کے عرب
میں خاص ایک دن کا نام ہے اور مولانا ہی کے لیے اللہ پاک نے صاف صراحت کے
لیے یوم کی قید لگائی اور مع الف و لام یعنی یوم الجموعہ فرمایا یعنی روز آدینہ۔ ہمارے مولانا
نہ لغت سے واقفیت تامہ کھین و نہ اصطلاح و محاورہ جانیں جو زبان دانی کے لیے لازمی
اور زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے کہ مولانا حافظ بھی ہیں چہر الجموعہ و الجموعہ میں تیسر نہ کیا
قرآن بھی غلط یاد ہے۔

اب آپ لغت ملاحظہ کر چکے لیجیے قرآن پڑھیے اور مطلب سمجھیے۔ حالانکہ کلام
الہی کا سمجھنا انبیا کا کام ہے جو اسکے مخاطب ہیں اور بغیر نبی کے سمجھاے ہر شخص کا کام الہی
سمجھ نہیں سکتا تاہم بغور خیال کیجیے تو پتہ چلے۔ اللہ پاک بتوسط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
مومنوں کو فرماتا ہے یا ایہذا الذین آمنوا اذا نودوا للصلاة من یوم الجموعہ
فاسعوا الی ذکر اللہ وذکر البیع ط ذلکم خیر لکم من ان کنتم تعلمون
ترجمہ اسے ایمان والو جب اذان دی جائے نماز جمعہ کے لیے تو دوڑو (جلدی کرو)
طرف ذکر خدا کے اور خرید و فروخت (جو ذریعہ معاش ہے) چھوڑ دو یہ سب تمہارے
لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ فاسعوا الی ذکر اللہ سے تاکید ہی حکم ہے جسکے فرض نہیں

کسی طرح کا شک و شبہ نہیں اور ذرو البیع سے کاروبار تجارت جو عرب میں ذریعہ معاش ہے چھوڑ دینے کا حکم ہے یعنی صاف حکم ہوتا ہے کہ تعطیل کرو اور ایسا تاکید ہی حکم کسی اور نماز و فرائض کے لیے نہیں ہے جس میں خرید و فروخت چھوڑ دینے کا حکم ہوا اور پھر فرمایا: لکم خیرکم۔ و لکم اسم اشارہ جمع ہے یعنی یہ سب (اذان سننا نماز کے لیے جلدی چلنا اور کاروبار تجارت چھوڑ دینا) تمہارے لیے بہتر ہے ورنہ خیریتا نہیں ہے اگر تم کو کچھ علم ہے سمجھ لو اور جان لو۔

پس جمعہ کا فرض ہونا اور اس روز نماز جمعہ کے لیے تعطیل کرنا ثابت ہوا اس سے انکار کرنا اور کلام الہی کا جھوٹا ناکر ہے۔

پارہ ۱، سورہ مائدہ رکوع ۱۲ میں ہے وَلَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اَیْفَتُرَدُّونَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبُ ۝ ترجمہ ولیکن وہ لوگ کہ کافر ہیں باندھ لیتے ہیں اور پر اللہ کے جھوٹ۔ اور اسی پارہ کے سورہ النعام رکوع ۳ میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِآٰیٰتِہٖ۔ اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے جو باندھ لیوے اور پر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلائے اسکی آیتوں کو۔

دیکھیے مولانا ان وعیدوں کا خیال کیجئے کہیں اس بے باکی سے اسکے مصداق نہو جائیے۔ یہ دنیوی معاملات نہیں ہیں مذہبی معاملہ اور کلام الہی میں لیری و مبادرت خوب نہیں ہے یہ احکم الحاکمین قہار و جبار کا کلام ہے ڈرنا چاہیے۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ ہمارے مولانا لکھتے ہیں کہ جب خدا نے رات دن کی پانچ نمازیں فرض کر دیں اور ان کے اوقات بتا دیے (کہ کہیں پانچ نمازیں مفروضہ بتایا و نہ اوقات بتائے) تو اب کسی دن کے مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھیے صاف صاف خدا نے

جمعہ کا دن مقرر فرمایا اور تعطیل کا بھی حکم دیا کہ خرید و فروخت بند کر دو۔ چونکہ عربین سوا
 تجارت یعنی خرید و فروخت کے دوسرا کار دنیوی جو ذریعہ معاش ہے نہ تھا وہ اب تک
 اسوجہ سے بیع فرمایا کہ سب کار دنیوی اس میں شامل ہیں۔ اب ہا وقت نماز جمعہ اس کے
 سمجھنے کو فہم و عقل درکار ہے ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے۔ اللہ پاک فرماتا ہے اِذَا
 تُوذِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ - مِینَ یَوْمٍ = بالفتح بمعنی روز جو مقابل ہے لیل کا۔ اس
 معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن میں اذان دی جائے نہ رات کو اور دن میں بھی بازار و خرید و
 فروخت کا وقت۔ تمام جگہ بازار کا وقت بعد دوپہر کے ہوتا ہے۔ پس طلوع آفتاب سے
 دوپہر تک تو نکل گیا اب بعد دوپہر سے شام تک باقی رہا اُس میں قبل غروب شمس ایک
 وقت عبادت کا ہے۔ اُس میں دوسری عبادت کو قبول مولانا گنجائش نہیں۔ پس اس
 بقیہ دوپہر کو دو حصہ کیا۔ پہلا حصہ یعنی ۱۲ بجے سے ۳ بجے تک نماز جمعہ کے لیے رہا اور
 ۳ بجے سے شام تک قبل غروب شمس کی عبادت کے لیے۔ قیاس بھی اسی کا مقتضی
 ہے کہ بازار کے اول وقت نماز ہوئی چاہیے۔ ورنہ دوسرے حصہ میں لوگ بازار چلے جائیں گے
 اور پھر دوکان بند کرنا اور خرید و فروخت بند کرنا بہت دشوار ہے اور اُس میں ہرج ہے۔
 ولا ہرج فی الدین میں ہرج نہیں۔ پس یہ وقت ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا اور
 وقت بھی بارہ بجے سے تین بجے تک معلوم ہو گیا۔ اب ہی ظہر جسکے مشنوخ ہونے کا خیال
 مولانا کو ہے۔ مولانا اہل قرآن کہلاتے ہیں۔ قرآن میں دیکھیں کہ ظہر کا وقت یا ظہر کی
 نماز کہیں ہے۔ قرآن سے تو عبادت کا وقت روزانہ چار ہے اور ہفتہ میں ایک جملہ
 عبادت پانچ وقت ہوئی۔ اب ورتشریح دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پارہ ۲ سورہ بقرہ
 رکوع ۳۱ مِّنْ وَحَافِظُوا عَلٰی صَلَواتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰی وَقُومُوا لِلّٰهِ

قَائِمَتَيْنِ ۵ یعنی حفاظت کرو نماز و تسبیح و دعا و استغفار کی (جسکے لیے لفظ صلوات مشترکہ ہے) اور صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی پہلی نماز کی جو نماز جمعہ ہے اور تاکید فرماتا ہے اسیدوجہ سے صلوٰۃ الوسطیٰ کی فضیلت زیادہ ہے اور اسکی حفاظت کی بھی تاکید مزید ہے۔
دیکھیے ترتیب -

- (۱) قبل طلوع شمس - فجر
- (۲) قبل غروب - عصر
- (۳) صلوٰۃ الوسطیٰ - نماز جمعہ بوقت ظہر
- (۴) غروب شمس سے غسق لیل تک - نماز مغرب
- (۵) کچھ حصہ رات میں - عشا

ان پانچوں وقت کی عبادت کو صلوات بولتے ہیں بلقضا جمع جیسا کہ پارہ ۸ سورہ مومنوں رکوع امین فرمایا وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۵ اور وہ لوگ جو اپنی عبادتوں کی محافظت کرتے ہیں یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں قضا نہیں ہونے دیتے۔ نماز و دعا و تسبیح وغیرہ سب کی حفاظت کا بیان لفظ صلوات میں خلاصہ کے ساتھ فرمایا اور دیکھیے ارشاد ہوتا ہے كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ یعنی ہر ایک نے اسکی نماز اور تسبیح دونوں کو جان لیا۔ اگر یہ کہو کہ صلوٰۃ کے معنی دعا و رحمت کے کہان سے لائے تو دیکھیے خود قرآن میں ہے۔ پارہ ۵ سورہ نسا رکوع ۵ اَفَاَقَمْتُمْ لِهٰذَا الصَّلٰوةِ یعنی پڑھ تو انکے واسطے دعا۔ اگر صلوٰۃ کے معنی نماز کے لیے جائیں تو نماز خاص خدا کے لیے ہے اور ہم میں زمین جمع مذکر غائب ہے جو خدا کی طرف راجع نہیں ہو سکتی پس سولے دعا و رحمت کے دوسرا معنی نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا وَسَلِّمًا ۝ صَلَواتِی عَلَیْہِ سَلَامٌ ۝ اے مومنو! وہ بھیجی ہوئی برکات اور سلام۔ دوسری جگہ پارہ السورہ توبہ رکوع ۲ میں
وَصَلِّ عَلَیْہِمْ طَرِیْقَ صَلَواتِکَ سَلَامٌ ۝ اے خیر نبی! آپ پر مبارکات و سلام بھیجیں۔
اُنکے واسطے تسکین ہے۔

اگر مولانا فقہ وحدیث کو مانتے تو معلوم ہوتا کہ یہی اوقات پانچ نمازون کے ہیں
اور جمعہ کی نماز ایسی تاکید می فرض ہے کہ اُسکے سامنے نظر ساقط ہو جاتی ہے جیسا
بولتے ہیں کہ آب آئیم برخواست پس جو حال تیمم کا پانی کے مقابلہ میں ہے وہی حال
نظر کا جمعہ کی موجودگی میں ہے۔ پس نماز پانچ ہی رہیں۔ چھ کمان ہوئیں۔ چونکہ مولانا
فقہ کے منکر ہیں اسوجہ سے پانچ چھ کے پھیر میں رہے۔

قولہ اور اکثر مسلمان نماز جمعہ کے بعد نظر کی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں جسکا نام
احتیاط النظر رکھ چھوڑا ہے الخ۔ اقول ہم مسلمانوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ ہندوستان دارا کرب ہے اور یہاں خلیفہ اسلام نہیں جو مسلمانوں کا امام ہے۔
خلیفہ کے معنی قائم مقام پس خلیفہ اسلام علما ہیں۔ ہم لوگ کسی عالم کو اپنا امام بنا کر
نماز جماعت کے ساتھ جمعہ اور دیگر نماز پڑھتے ہیں نماز جمعہ کے لیے خلیفہ اسلام اور
دارالاسلام یا حکومت اسلامیہ کی ہرگز قید نہیں ہے یہ سب اعتراض کر کے خود برٹش
گورنمنٹ کے خیر خواہ بنتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں پر بہتان الزام قائم کرتے ہیں۔
یہ کون مسلمان کہتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ تمام مذاہب کی محافظ نہیں ہے اور اسے
فرائض کی مزاحم ہے۔

احتیاط النظر کی اصلیت یہ ہے کہ امام عظم کے نزدیک نماز جمعہ کی صحت

کے لیے مصر یعنی شہر کا ہونا لازمی ہے دیہات میں جمعہ فرض نہیں ہے اسوجہ سے بعض علما حنفیہ نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جہاں شہر کے ہونے میں شک ہو احتیاطاً نظر بعد جمعہ کے پڑھ لیا کریں اور بعض علما نے اسکو منع کیا ہے کہ شک کی نماز نہیں ہوتی اُنکے نزدیک احتیاطاً نظر پڑھنا ممنوع ہے۔ چنانچہ مولانا و مرشدنا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ میں صاف لکھا ہے کہ احتیاطاً نظر پڑھنا نہیں چاہیے۔

مولانا نے عجب جھوٹا دعویٰ صغریٰ و کبریٰ قائم کر کے نتیجہ نکالا کہ یہ برٹش گورنمنٹ پر بڑا لشکن اتہام ہے۔ یہ اتہام خود من گڑھت قائم کریں اور مسلمانوں پر اتہام لگائیں دعویٰ مسلمانوں کا اور مسلمانوں کی مخالفت آریہ سے بڑھ کر۔

قولہ مسلمانوں میں خلوص اخوت کو ترقی ہو سکتی ہے اقول آپ مسلمان ہیں مولانا ہیں حافظ ہیں مجدد ہیں سید ہیں ماشاء اللہ نام بھی احمد حسن ہے اور تمام مشکل کتب اردو فارسی کو حل کر چکے افسوس خلوص اخوت اسلامی کا مسئلہ نہ حل کر سکے۔ آپ سے مسلمانوں کو مذہب سلام میں امداد کی بہت امید تھی۔ برعکس اسکے آپنے شوکت اسلام کو مٹا کر اپنی شوکت کو ترقی دینا چاہی ذرا کریاں فکر میں مچھکائیے تو اس مخالفت کا حال معلوم ہو۔ کہ کیونکر اخوت اسلامی کو ترقی دی۔

قولہ دوم قرآن میں خلیفہ (حاکم) ہونے کی یہ شرط نہیں کہ مسلمان ہی ہو بلکہ یہ حکم ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی اطاعت کرو خدا کی و رسول (قرآن) کی۔ اور حاکم کی جو تم میں سے (کل انسان میں سے) ہو خواہ کسی فریق کسی مذہب سے ہو الخ **اقول** مولانا قرآن پاک میں تحریف بھی کرتے ہیں۔ آپ اللہ و رسول کی دو اطاعتوں کو ایک طاعت یعنی قرآن کی اطاعت مانتے ہیں امداد اولی الامر منکم سے کل انسان چاہے

کسی فریق کسی مذہب کا ہو۔ اور وجہ لکھتے ہیں کہ قرآن کا خطاب کل دنیا کی جانب ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کی جانب۔ ناظرین مولانا کی تحریف ملاحظہ فرمائیں۔ خدا فرماتا ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ
 خطاب ہوا ہے مومنوں کو اور مولانا نے ندا و منادی یعنی یا ایہا الذین آمنوا کو نکال کر
 منادی سے انکار کیا اور خود ایجاد کیا کہ قرآن کا خطاب کل دنیا کی جانب ہے۔ مولانا
 چونکہ حافظ بھی کہلاتے ہیں اسوجہ سے یہ فراموشی نہیں کہی جاسکتی۔ عہد قرآن میں تحریف
 کی۔ اور معنی آیت کا قصد اپنی خواہش کے موافق بدل دیا جو موجب کفر ہے۔ مولانا کو
 اپنے ایمان کا بھی خیال نہیں۔

اطیعوا اللہ مع فعل وارد ہے اور رسول پر دوبارہ اطیعوا فعل کا لانا اور اولی الامر
 منکم کو اسپر عطف کرنا دلالت کرتا ہے کہ یہ اطاعت جدا ہے اور منکم میں خیمہ کا مرجع پہلے
 ہونا چاہیے جو یا ایہا الذین آمنوا ہے جن سے خطاب ہو رہا ہے کل انسان کہان
 لکھا ہے جو کم کا مرجع ہو۔ ورنہ حسب خیال مولانا یوں ارشاد ہوتا۔ اطیعوا اللہ و الرسول
 و اطیعوا اولی الامر من الناس کافۃ جمیعاً۔ تاکہ مولانا کا مطلب ٹھیک ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو رسول صلعم سے انکار ہے اس لیے اطاعت رسول
 قرآن مراد لیا۔ اب ہم ایک دوسری آیت پیش کرتے ہیں دیکھیں مولانا یہاں بھی قرآن
 مراد لیتے ہیں اور رسول سے انکار کرتے ہیں۔ پارہ ۹ سورہ اعراف میں ہے اٰمِنُوْا
 بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ الْبَنِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمَاتِہٖ وَاتَّبِعُوْهُ
 لَعَلَّکُمْ تَحْشَدُوْنَ یعنی ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس کے رسول کے
 جو بنی امتی ہے اور وہ ایمان لکھتا ہے ساتھ اللہ کے اور اس کے کلام کے ساتھ اور متابعت

کرو تم اُس نبی امی کی تاکہ تم ہایت پاؤ۔ کیا یہاں بھی نبی امی کو قرآن کہیں گے۔
قولہ رسول بھی منجملہ عباد اللہ ہیں۔ تو قرآن مجید جس طرح ہم پر اترتا ہے اُسی طرح
 رسول پر اترتا ہے۔ کل مومنوں میں رسول بھی شامل ہیں۔ **اقول** مولانا کو نبوت کا بھی
 دعویٰ ہے یعنی قرآن مولانا پر نازل ہوا ہے اور رسول منجملہ عباد اللہ ایک بندہ خدا ہیں۔
 کل مومنوں میں وہ بھی ایک مومن ہیں نفوذ باللہ من ذلک لا اعتقاد۔ مولانا کی تحریر سے
 معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے کبھی نماز بھی نہیں پڑھی اور نہ کبھی نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔
 احادیث سے تو قطعی انکار ہے قرآن کے بھی پابند نہیں قرآن کے سمجھنے کا علم بھی نہیں
 اور قرآن بھی یاد نہیں۔ عجب نہیں کہ مولانا نے کسی دوسرے مذہب اے سے موافقت
 کی ہو اور مسلمانوں کے پردے میں اسلام کی بیخ کنی کا بیڑا اٹھایا ہو۔

تو کارزمین رانکو ساختی کہ باوحی افلاک پر داختی

اس حالت میں تو مولانا کو مناسب ہے کہ اپنے القاب بدل دیں۔ پٹت یا پاڈری یا
 اور کوئی خطاب تجویز کریں مولانا و حافظ و مجددین سے ایک بھی انکے لیے مومن نہیں ہے
قولہ بہتر ہے کہ نماز صبح پر اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ نماز کے بعد نہ بجے تک بہت
 اچھی طرح ذکر اللہ ہو سکتا ہے مسلمانوں میں خلوص و اخوت کو ترقی ہو سکتی ہے اور
 سرکاری کاموں میں بھی ہرج نہیں ہو سکتا۔ **اقول** چونکہ قرآن مجید آپ پر نازل ہوا
 ہے آپ خدا کو اس مصلحت سے آگاہ کیجیے اور اسکو صلاح دے کہ صبح کے وقت نماز
 جمعہ کا حکم منسکالیجیے اور کہیے کہ صبح کے وقت بازار و خرید و فروخت کا وقت بھی نہیں
 ہے ہماری سرکار کا ہرج بھی نہیں ہے جمعہ فجر ہی کے وقت مقرر کر دیا جائے۔ آپ
 سرکار کے بہت بڑے خیر خواہ متصور ہوں گے عجب کیا بجائے مولانا کے شمس العلماء کا

خطاب پا جائیں یا اور کوئی منصب علی ملے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بندگان خدا پر دین متین میں بہت آسانیاں ہوئیں آپ بھی ایک کام آسان کر ایسے تو معلوم ہو کہ اپنے رسول کے معنی خوب سمجھے۔

قولہ سوم قرآن میں نماز پڑھانے کے لیے امامت کا بھی وجود نہیں بلکہ وارکعوا مع الراکعین ہے یعنی نمازیوں کے ساتھ باہم ملکر نماز پڑھو نہ کہ وارکعوا خلف الراکعین یعنی نمازیوں کے پیچھے نماز پڑھو اقول واہ لے مولانا میں آپ کی کن کن باتوں کا جواب دے۔ اسی وجہ سے تو میں نے کہا کہ آپ نے کبھی نماز نہیں پڑھی نہ طریقہ نماز سے واقف۔ آپ تو عیسائیوں کی طرح کا مہمل اعتراض کرتے ہیں اپنے قرآن پاک کی خوب قدر کی۔ وارکعوا مع الراکعین سے جماعت کی تاکید ہے اور اس سے امامت کا بھی وجود ہے۔ نمازیوں کے ساتھ باہم ملکر نماز پڑھیں۔ تو کیا سب سب نمازی باہم ملکر قرۃ بھی کریں حالانکہ قرآن مجید میں صریحی حکم ہے۔ اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو سب کے سب اسکو سنو اور خاموش رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی نمازی قرآن پڑھے اور باقی سب نمازی خاموش ہو کر سنیں۔ پس ثابت ہوا کہ جو نمازی قرآن پڑھیں گا وہ امام ہوگا اور جو سنیں گے اور خاموش رہیں گے وہ سب مقتدی کہلائیں گے اور آپ نے جو خلف الراکعین آیا قرآنی میں صلاح دی اس سے کیا مطلب ہے۔ دو سو نمازی میں سو نمازی امام ہوں اور سو نمازی مقتدی۔ جب سو امام قرۃ کریں گے تو اس حکم کا جو خاموشی اور سماعت میں ہے عمل پل ہوا اور یہ حکم بیکار ہوا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں امامت کا بھی جو نہیں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوکُلَّ اَنَاسٍ بِاِسْمِهِمْ یعنی

جسدن پکارین گے ہم ہر ایک شخص کو اسکے امام کے ساتھ کہیے قرآن میں امام کا وجود ہے کہ نہیں۔

قولہ لا تشتر و آیاتی ثنا قلیلا یعنی نہ خرید و میری آیتیں تھوڑی سی قیمت پر
اقول اگر آپ بجائے خریدو کے بیچو لگتے تو مطلب غلط نہ ہوتا۔ آپ کے ترجمہ کی عربی یہ
ہوئی لا تشتر هذا آياتي بثمن قليل۔ فرمائیے اپنے قرآنی آیت میں تغیر و تبدل کیا
یا نہیں۔ کیا آپ کے نزدیک قرآن کا مطلب و معنی غلط کرنا لا باس بہ ہے۔ لا تشتر و فعل
با فاعل ہے۔ ثنا قلیلا موصوف صفت دونوں ملکر مفعول بہ ہوا یعنی مت خرید و
تھوڑی سی قیمت (مال) آیا تہی میں ب حرف جار آیا تہی مرکب ضامی مجرور یہ ملکر فعل کا
متعلق ہوا۔ یعنی میری آیتوں کے عوض۔ اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول میں بھی آپ
معطوف و معطوف علیہ اور و او حرف عطف کے خواص فوائد سے بھی بے بہرہ ہیں۔
پس جو کوئی قواعد نہ جانے گا وہ قرآن پاک کا ترجمہ ایسا ہی غلط کرے گا۔

قولہ مولوی شبلی صاحب کا یہ طرہ لگانا کہ جمعہ کے روز عام تعطیل ہوا کرے الخ
اقول مولوی شبلی صاحب نے جمعہ کے روز عام تعطیل ہونے کا طرہ لگایا کیا بیجا کیا۔
برٹش گورنمنٹ عالیہ کی فیاضیوں کی امید پر تمام مسلمانوں کی ہمت بڑھتی ہے کیونکہ
ہنود کی تعطیل سے مسلمان مستفید ہوا کرتے ہیں اور مسلمانوں کی تعطیل سے ہنود مستفید
ہوا کرتے ہیں مولانا کو اس سے حیرت کیون ہے ہمیشہ سے تعطیل ایک مذہب والے
کے لیے ہوتی ہے اور دوسرے مذہب والے بھی مستفید ہوتے ہیں اگر عام تعطیل نہ ہو
تو کارسکاری میں مرج ہو۔ البتہ مقام حیرت یہ ہے کہ مولانا کو یہ بھی خبر نہیں کہ کچھ یوں
میں مولوی دوالی دسرہ وغیرہ ہنود کی تعطیل عام ہوتی ہے انگریزی تعطیلات کو ڈفرایڈ

و اتوار و پیرے دن وغیرہ کی عام تعطیلوں میں ہندو و مسلمان سب مستفید ہوتے ہیں کیا یہ سب
 تعطیل ہر مذہب اے کے اتفاق کرنے پر ہوتی ہے۔ اور دیکھیے عیدین والوداع و بارہ فات
 و شب برات و محرم و بالے کا بیاہ وغیرہ کی تعطیل کہیں قرآن میں نہیں ہے اُس پر مولانا کو عمر جن
 نہیں اور جمعہ کی تعطیل خود قرآن میں اللہ پاک نے مقرر کی اُس پر مولانا کو سخت اعتراض ہے مولانا
 کو دنیاوی کھیل تماشے میلے وغیرہ کی تعطیل میں اعتراض نہیں مذہبی امور میں خدا کے احکام سے
 انکار۔ اتباع رسول سے انکار۔ احادیث نبویہ سے انکار۔ ائمہ مجتہدین سے انکار۔ مذہبی
 کتابوں سے انکار۔ کیا یہی شیوہ مسلمانوں کا ہے۔ ہماری برٹش گورنمنٹ عالیہ کے نزدیک
 تمام دنیا میں مسلمان وہ ہیں جن کا مذہب قانون شرع محمدی کے مطابق ہے اور انھیں مسلمانوں
 کے لیے یہ قانون شرع محمدی اس حکومت عالیہ میں جاری ہے اور انھیں مسلمانوں کے نزدیک
 نماز عیدین واجب ہے اور برٹش گورنمنٹ عالیہ نے انھیں کے لیے تعطیل عام مقرر کی اور
 مدت اسے دراز سے جاری ہے انھیں مسلمانوں کے نزدیک نماز جمعہ فرض ہے اور عیدین سے
 زیادہ تر ضروری ہے۔ مولانا کے نزدیک نہ نماز عیدین واجب نہ نماز جمعہ فرض ہے اور
 نہ قانون شرع محمدی کے پابند۔ انکی مخالفت اور انکار مسلمانوں کے مذہبی امور میں بالکل
 بے اثر و بیکار ہے جسکو برٹش گورنمنٹ اچھی طرح جانتی ہے۔ ایسے اعتراض و مخالفت
 کے دھوکے میں نہیں آ سکتی۔

مولانا آپ سید بنتے ہیں اور ہم مسلمان سادات کو ال رسول جانتے ہیں اور ان کی
 بڑی تعظیم کرتے ہیں اور آپ اپنے جد کرم یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر تو نہیں کرتے
 ہیں اور انکی شان میں خلاف تہذیب و کلام بولتے ہیں جو کفار و فساد و فحار کے ساتھ بھی
 آپ اس طرح ہنگامی نہیں کر سکتے۔ دیکھیے اپنی تحریر

قولہ ظہر کی نماز کو رسول تو کیا منہ رخ کر گیا۔ رسول قرآن پڑھتا ہے اقول کر گیا
 اور پڑھتا ہے اردو زبان میں کس تعظیم کا کلمہ ہے۔ بالینکہ آپ کو مجد السنۃ مشرقیہ ہونے کا دعویٰ
 ہے اور حبیب خدا کی شان معظم میں اس طرح کا کلام۔ ایسوجہ سے میں نے آپ کی شان میں ویسا
 ہی کلمہ واحد اور ضمیر واحد کا اخبار مشرق میں استعمال کیا کہ شاید آپ کو معلوم کہ یہ کلمہ کیسا ہے ورنہ
 واحد کو جمع لکھتا۔ دیکھیے اللہ جل شانہ پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۹ میں فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوا عِلْمَ
 الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدَ عَاءِ بَعْضِكُمْ بِبَعْضٍ اَعْنِیْ مت مقرر کرو پکارنا رسول کا درمیان اپنے
 جیسا پکارنا بعض تمہارے کا ہے بعض کو یعنی جیسا تم آپس میں لوگوں کو پکارتے ہو اُس
 طرح سے رسول کو نہ پکارو۔ آپ نے تو اُس سے بھی گھٹا دیا۔ اور پارہ ۲۶ سورہ الحجرات رکوع
 ایک میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
 وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا
 تَشْعُرُونَ یعنی اسی مسلمانو نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو آواز نبی پر اور نہ چلا کے پکارو
 اُن کو کلام میں اُس طرح جیسا کہ چلا کر پکارتے ہیں بعض تمہارے بعض کو۔ اگر ایسا کرو گے
 تو اعمال نیک تمہارے برباد ہو جائیں گے اور تم نہ جانو گے۔ اور فرمایا تَعَزَّزُوا وَ
 تَوَقَّروا۔ یعنی آپ کو قوت دو اور تعظیم کرو۔ بعض قوت میں تعززوہ ہے یعنی عزت و
 توقیر کرو۔ کیونکہ ہم نے انکو تمام جہان کے لیے رحمت بھیجی ہے جیسا کہ فرمایا۔ پارہ ۱۸ سورہ
 انبیاء رکوع ۱۰ میں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور یہ ایسے رسول معظم و
 اکرم ہیں کہ آپ جن میں موجود ہوں اُن پر عذاب نہیں کر گیا۔ دیکھیے پارہ ۹ سورہ انفال
 رکوع ۴ میں وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ اور پارہ ۲۶ سورہ
 الحجرات رکوع ۱۰ میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ

وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ عِقَابِهِ
سبقت و پیش قدمی نہ کرو آگے خدا کے اور اس کے رسول کے اور اور اللہ سے تحقیق اللہ سننے والا
اور جاننے والا ہے۔ صحابہ نے قربانی کرنے میں جلدی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم سے پہلے قربانی کر دی۔ یہ فعل اللہ پاک کو ناگوار معلوم ہوا اس لیے یہ آیہ نازل ہوئی اور
فرمایا کہ اللہ و رسول کے سامنے سبقت نہ کرو۔ مقام غور ہے کہ رسول کے سامنے سبقت
کرنے کو اللہ پاک اپنے مقابل سبقت کرنا فرماتا ہے یعنی اللہ و رسول پر سبقت نہ کرو۔ وَمَا
رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت کہ پھینکا تھا
تو نے لیکن اللہ نے پھینکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکان کے اندر تھے تو
مشرکین نے باہر سے محاصرہ کر لیا تھا اور بقصد قتل آئے تھے اس وقت آپ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر باہر نکلے اور ایک مٹھی خاک مشرکوں پر پھینک دیا
سب اندھے ہو گئے اور آپ چلے گئے اس خاک پھینکنے کو اللہ پاک اپنا پھینکنا فرماتا ہے اور
دیکھیے پارہ ۲۶ سورہ فتح رکوع امین اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَاۤءِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَاۤءِعُوْنَکَ
بِیَدِ اللّٰهِ فَوْقَ اَیِّدِیْہِمْ ۚ یعنی بیشک وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں تجھ سے حرمین
نہیں کہ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ دیکھیے آپ کی
بیعت کو اپنی بیعت اور آپ کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ فرماتا ہے۔ اور پارہ پانچ سورہ
نساء رکوع امین ہے مَنْ یُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ یعنی جو کوئی
کہا مانے رسول کا پس بیشک اس نے کہا مانا اللہ کا۔ اس آیت میں آپ کی اطاعت کو اللہ
پاک اپنی اطاعت فرماتا ہے۔ اور اللہ پاک تمام قرآن میں آپ کا نام لیکر نہیں پکارتا۔
کہیں پر نبی فرمایا کہ میں رسول کہا اور نام پاک نہ لینا دلالت کرتا ہے حضور کی کمال عظمت پر

کیونکہ نام لیکر ذکر کرنے میں ایک نوع کی تحقیر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ پادشاہ حقیقی وہ
 عظمت والا ہے کہ وہ جس کا نام لیکر ذکر کرے یا خطاب فرمائے تو اس بندہ کو دو سرے
 بندوں پر بہت بڑا فضل حاصل ہوتا ہے کیونکہ حضرت کبریائے اسکو محبت سے یاد تو
 فرمایا اور خطاب تو کیا جیسا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ انکو یاد فرماتا ہے نام لیکر اور خطاب بھی کرتا ہے ان سے نام لیکر چنانچہ ذکر
 انبیاء میں فرمایا ہے **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ - وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسٰی**
 یعنی یاد کرو اے رسول کتاب میں ابراہیم کو اور یاد کرو موسیٰ کو۔ اور اسی طرح خطاب
 میں ان کا نام لیا ہے اور فرمایا ہے **يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ - يٰ نُوحُ اٰجِبْطْ - يٰ اٰبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا - يٰ مُوسٰی فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ - يٰ اَعِيْسٰی ابْنِ مَرْيَمَ**
 پس یہ خطاب اللہ جل جلالہ کا انبیاء علیہم السلام سے کہ نام ان کا لیکر فرمایا ہے ظاہر کرتا ہے
 انکی عظمت اور فضل کو کہ یہ وہ مقربان خاص احدیت ہیں کہ شہنشاہ حقیقی ان سے خود
 کلام فرماتا ہے۔ ہمارے سردار چونکہ بنی الانبیاء ہیں اور اللہ کے حبیب ہیں حضور کا جہان
 ذکر کیا ہے وصف کے ساتھ یاد کیا ہے نام لیکر نہیں ذکر فرمایا ہے اور جہان حضور سے
 خطاب کیا ہے تو بھی کسی صفت عظمت کے ساتھ آپ کو پکارا ہے چنانچہ یوں فرمایا ہے
يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ - يٰ اَيُّهَا الْاَنْبِيَا۔ اور کسی مقام پر خطاب بالکنایہ فرمایا ہے
جِئْتُمْ لِيَسْئَلَنَّ۔ یعنی اے سید طہ طہ کے عدد ۹ ہیں اور ۵ کے جملہ ۱۴ ہوں۔ اور یہ
 اشارہ ہے ماہ چارہ کی طوٹ چونکہ سبب کمال لطافت اور نورانیت کے چہرہ
 انور کو بدر کمال سے تشبیہ ہی گئی ہے لہذا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بھی آپ سے خطاب
 میں فرمایا۔ اسی چودھویں رات کے چاند۔ اور کہیں اللہ تعالیٰ محبت سے یوں فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَرْسَلُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمَوْتُ وَالْحَيَاةُ - اے مجھ کو مارنے والے - اے
 جامہ میں لپٹے ہوئے - وقت نزول وحی کے حضور کچھ اڑھ لیا کرتے تھے وہ ہیئت اللہ کو
 ایسی پسند آئی کہ اسی ہیئت پر آپ کو پکارا - جو لوگ اہل محبت تین وہ واقف ہیں کہ اس خطاب
 سے کیا کچھ شان محبوبیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوتی ہے - الغرض کہین اللہ تعالیٰ نے
 آپ کو نام مبارک لیکر مثال وراثت مقرر کیا اور نہ نام لیکر ذکر کیا - قرآن مجید
 میں کل چار مقام پر نام نامی اور اسم گرامی آنحضرت ارشاد ہوا ہے مگر وہ نام بھی عظمت کے
 ساتھ فرمایا ہے - اول سورہ آل عمران میں حضور کا نام لیا مگر یہ فرمایا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا
 رَسُولٌ - یعنی نہیں ہیں محمد مگر رسول اللہ کے نام مبارک کے ساتھ صفت رسالت کو مذکور کیا
 دوسرے سورہ اعراب میں - وَهَٰذَا يَٰرِشَادُ كَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ
 رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
 اس آیت شریف میں نام اقدس کے بعد اعلیٰ درجہ کی صفات عظمت حضور کی مذکور کی ترجمہ
 اسکا یہ ہے کہ نہیں ہیں محمد باپ کسی ایک کے تہاے مردوں میں سے لیکن رسول ہیں اللہ
 کے اور ختم کرنے والے نبیوں کے اور ہے اللہ کل شی کا عالم - اسل یہ کہ یہ میں اللہ تعالیٰ
 نے نفی کی کہ تہاے رجال سے محمد کسی کے باپ نہیں ہیں - حالانکہ اولاد میں حضور کے
 رجال تھے خود حضور کے اپنے بیٹے تھے کہ انھوں نے ایام طفلی میں انتقال کیا تھا اور
 اولاد دخری میں سین تھے کہ آنحضرت نے انکو اپنا بیٹا بھی کہا ہے پس اس آیت شریف
 میں عظمت حضور کی ظاہر کی کہ محمد تہاے رجال میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور
 جو رجال اولاد حضور میں ہیں وہ رجال اللہ ہیں نہ تم سے اور ظاہر ہے کہ خلقت تمام اولاد
 آدم کی نطفہ سے ہوتی ہے جو شریعت میں نجس ہے اور اولاد امجاد حضور کے نطفہ زکیہ

نبویہ سے تھے جو پاک تھا اس واسطے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ فضلات جس طرح حضرت
 کے پاک تھے پس جب انکی خلقت پاک شی سے ہے اور ہماری نجس چیز سے تو ہم اور وہ
 ایک کیونکر ہو سکتے ہیں اور اولاد کے ظاہر ہونے میں آیہ تطہیر بھی شاہد ہے پس بعد ثابہت
 کرنے عظمت و اولاد امجاد کے اور نفی کرنے ابوت کے رجال امت سے فرمایا لیکن رسول میں
 اللہ کے یعنی تمہارے باپ نہیں لیکن اللہ کی طرف سے تمہاری ہدایت کے واسطے تشریف لے
 ہیں اور ختم کرنے والے ہیں انبیاء کے یعنی سلسلہ نبوت کے جزو آخر ہیں تیسرے سورہ محمد میں
 نام پاک ارشاد ہوا ہے وہاں یہ فرمایا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَنُفِ
 جَاءَنَا عَلَىٰ هَٰذَا مَحْمُودٌ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ كَفَرْتُمْ سَبَّحُوا بِحَمْدِ اللَّهِ
 بِالْكَوْمِ - ترجمہ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایمان لائے اُس چیز پر
 جو نازل کی گئی ہے محمد پر اور وہ حق ہے اُنکے رب کی طرف سے دور کیا اُنسے برائیوں کو
 اور درست کیا اُنکے حالوں کو۔ اس آیہ شریف میں نام پاک حضور کا فرمایا۔ مگر ساتھ اُسکے
 اسقدر آنحضرت کی عظمت کو ظاہر کیا کہ آپ کے دین میں داخل ہونے والوں کی نسبت میں فرمایا
 کہ دور کیا اُنسے برائیوں کو اور درست کیا اُنکے حالوں کو۔ اس ارشاد سے کیا کچھ عنایت
 خدا امت محمدی پر ظاہر ہوئی۔ اور چوتھے سورہ فتح میں نام حضور کا آیا ہے وہاں یہ ارشاد
 فرمایا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
 بَيْنَهُمْ - یعنی محمد رسول ہیں اللہ کے اور ساتھی اُنکے یعنی صحابہ سخت ترین کفار پر اور
 رحیم ہیں آپس میں۔ اس آیہ پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور کا نام مبارک خالی نہیں لیا
 لفظ رسول ساتھ اُسکے ملا دیا اور بعد اُسکے تعریف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ثابت کر دیا کہ آنحضرت ایسے ہمارے محبوب ہیں کہ ہم اُنکے ہمراہیوں کی طرح کرتے ہیں پس

اس آیہ شریف میں فضل صحابہ کو ثابت کیا جیسے کہ اول کی آیت میں فضل اولاد امجاد
 آنحضرت کو ظاہر کیا تھا پس یہ بڑا وجہ اللہ کا دوسرے انبیاء اور حضرت جناب سالت مابک کے
 ساتھ قرآن مجید سے نقل کیا گیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اور انبیاء اللہ کے مقرب اور
 برگزیدہ ہیں مگر جناب سالت کی اور ہی شان ہے اللہ کے ساتھ وہ سب اللہ کے عاشق
 ہیں اور ہمارے بنی اللہ کے محبوب ہیں لہذا اللہ تعالیٰ مثل اور انبیاء کے بڑا و حضور کے
 ساتھ نہیں کرتا ہے۔

جس پر خداے پاک سدا ہو درود خوان
 اور انبیاء کا ذکر ہے اکثر بیان کیا
 القاب اور کچھ بھی مقرر نہیں کیا
 جس جا پہ ذکر قبلہ عالم کا آگیا
 پر ہر جگہ خطاب و لقب یک ملا ہوا
 پس کہیں کہا کہیں طہ اُسے کہا
 کہ ایہا الرسول خطاب اُس کو دیدیا
 شاہد کہیں کہا تو مدثر کہیں کہا
 لکھا کہیں سراج تو ہے ایک جا منیر
 کیا کیا خطاب دیتا ہے خلاق کردگار

کس منہ سے اسکی شوکت و عظمت کا ہو بیان
 قرآن میں گرچہ خالق اکبر نے جا بجا
 پر نام لے کے اُنکو فقط یاد کر لیا
 رتبہ تو دیکھنا مرے عالی جناب کا
 نام شریف حق نے لیا گرچہ جا بجا
 کس کس محبتوں سے خدا ہے پکارتا
 یا ایہا البنی سے ملقب کہیں کیا
 داعی کہیں کہا تو مبشر کہیں کہا
 ہے ایک جا بشیر تو آیا کہیں نذیر
 اللہ کے برگزیدگی و عزت و وقار

اسی واسطے اسد پاک ہم سب مسلمانوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ
 يُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا
 یعنی اسد اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے مومنو تم بھی درود و سلام بھیجو ان پر

دیکھیے حضور کے اظہار عظمت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آیہ درود میں بھی لفظ نبی کا فرمایا اور نیز اپنے فعل سے ہمارے خدا نے ہم کو تعلیم کیا کہ جب ہم مالک اور خالق ہو کر اُس بندہ برگزیدہ کا نام نہیں لیتے اور مثل اور مقربین کے ذکر اُن کا نہیں کرتے تو تم کو کس قدر حفظ مرتبت اور تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرنا چاہیے لہذا ہم کو لازم ہے کہ جب ہم حضور کا ذکر کریں تعظیم کے ساتھ کریں اور نام مبارک کو بصورت اگر لین تو کلمات تعظیم ملا کر لین اور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لیا کریں۔

قولہ رسول سلام علیہ تو صرف پیغام پہنچانے والے تھے۔ نہ کہ دین میں تصرف و مداخلت کرنیوالے۔ بات یہ ہے کہ جس نے رسول کے معنی سمجھ لیے اُس نے سب کچھ سمجھ لیا۔ اقول آپ کے نزدیک سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ چٹھی رسان کے برابر ہیں کہ خط پہنچا دیا اُس میں تصرف و مداخلت کا اس کو اختیار نہیں۔ یہی معنی آپ نے سمجھ لیا اور سب کچھ سمجھ لیا۔ ہم مسلمانوں کے نزدیک سول اگرچہ پیغامبر ہیں لیکن بموجب اس مصرعہ کے ع زبانی حال کہ دنیا تو جا کر نامہ بر پہلے آپ نامہ بھی لائے اور زبانی حال بھی لائے۔ کیونکہ جس کا نامہ لائے اُس نے تمام دنیا و آخرت کا حال ازل سے اب تک کا بتا دیا اور عمدہ تعلیم دیکر اپنا جلیب مختار بنا کر بھیجا اور شب معراج میں بلا کر مشاہدہ بھی کرایا اور وہیں نماز بھی فرض ہوئی تاکہ آپ کی امت بھی اس نعمت عظمیٰ میں شریک ہو چنانچہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت کا فرمان ہے۔ اور نماز کی کیفیت سے آپ بخوبی ماہر ہیں اسوجہ اللہ پاک نے اتم الصلوٰۃ فرمایا۔ اسکی تفصیل و طریقہ نہیں بتایا۔ کیونکہ جن سے خطاب ہوا وہ واقف ہیں اسکی تفصیل کرنا تحصیل حاصل ہے۔

اسی لیے اطاعت و تبعیت رسول کا حکم ہمارے لیے کافی ہے چنانچہ اُس نے

فرمایا قُلْ اِنْ نَحْبُوْنَ اللّٰهَ فَابْتَعُوْا نِيْ يُحْيِيْكُمْ اللّٰهُ - یعنی کہدو اسی رسول
 مومنوں سے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو ہماری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھیکے
 پس ہم لوگ رسول پاک کو ایسا سمجھتے ہیں جیسا کہ پادشاہ لوگ اپنا سفیر مغز کسی غیر پادشاہ
 میں بھیجتے ہیں اور وہ اپنے پادشاہ کا ہمارا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 احکم الحاکمین رب العالمین کے سفیر رحمۃ للعالمین اور مختار کل و راز دار جزو کل ہو کر
 تشریف لائے۔ آپ معلم و حکیم اور تہذیب سکھانے والے اور خالق عالم سے تعلیم وافی و
 کافی پاکر واسطہ ہدایت عالم کے آئے اور خاتم النبیین کا خطاب پایا اور آپ کی عظمت
 بزرگی مختصراً پہلے اوپر بیان کی گئی ہے۔ پس اللہ پاک نے اپنے نامہ فیض شامہ میں اپنے
 تمام بندوں کو سمجھا دیا اور ایک مرتبہ نہیں بار بار اتباع و اطاعت رسول کا حکم تاکید
 دیا۔ بلکہ عصیان و نافرمانی کی وعید فرمائی۔

اب میں مولانا سے پوچھتا ہوں کہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا کُلُوْا
 وَاشْرَبُوْا یعنی کھاؤ اور پیو۔ پس آپ سو کر اٹھئے اور کھانا کھالیا۔ پانی پی لیا۔
 پس اللہ اللہ خیر صلاح۔ نہ اپنے ہاتھ دھویا نہ منہ دھویا نہ سواک کیا نہ کھانا کھانے
 کے بعد منہ ہاتھ دھویا۔ اگر ایسا کیا تو یہ تہذیب و صفائی آپ کو کس نے سکھائی۔ قرآن
 میں تو کہیں ذکر نہیں یہ سب تعلیم رسول کی ہے اگر آپ اس انکار کریں اور محض عالمی لقرآن
 نہیں تو آپ میں صفائی و طہارت بھی خوب ہوگی۔ اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا نماز پڑھو
 یہ نہیں بتایا کہ کس طرح پڑھو اور کد کد پڑھو اور کب کب پڑھو اور کس میں کیا کیا
 پڑھو۔ اس لیے کہ یہ کام نبی کا ہے وہ طریقہ سب بتا دینگے۔ اسی لیے پہلے ایمان
 میں ہم سے یہ قرار لیا گیا کہ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنی اللہ اور رسول دونوں

پرایان لاؤ اگر اللہ پرایان لائیں اور رسول پرایان نہ لائیں تو مومن نہیں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا**۔ **وَدَعَا إِلَى اللَّهِ بِذِيهِ وَسِرَاجًا مُبِيرًا**۔ یعنی اے نبی ہم نے تجھ کو حیران و شوق شہادہ و بشیر و نذیر
 و داعی الی اللہ کر کے بھیجا ہے اور دوسرے مقام میں فرمایا ہے **قُلْ أَذْعُو إِلَى اللَّهِ**
عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي یعنی اسی نبی کہہ دے کہ میں اور میرے تابعین علی وجہ البصیرۃ
 داعی الی الحق ہیں پس خدا تعالیٰ نے جیسا کہ نبی آدم کی ظاہر بینائی کے لیے اپنی صفت نور سے
 ایک سراج منیر (سورج) بنایا ہے ایسا ہی اس نے اپنی صفت نور سے ایک روحانی سراج منیر
 منور کر کے ہماری روحانیت کے روشن کرنے کے لیے ہمیں عطا کیا ہے جو کہ نور الہی سے
 مدد دے اور وہ آنحضرت صلیم کی ذات بابرکات سے۔

تاند نور احمد آید چارہ گر	کس نبی گرد و زتا ریکی بدر
از طفیل دوست نور ہر نبی	نام ہر مرسل بنام او جلی
آن کتابی سمجھ خود وادش خدا	کز رخس روشن شد این ظلمت سرا
مصطفیٰ آئینہ روی خداست	منعکس درے ہمہ نحوے خداست
گزیدستی خدا ورا بہ بین	من الی قدر ای الحق این یقین
مصطفیٰ ہر درخشان خداست	برعدوش لعنت ارض و سماست
می درخشد رے حق دروے او	نور حق آید ز بام کوے او
اے خداے چارہ آزار ما	کن شفاعت ماے او در کار ما
ہر کہ ہر ش دل و جانش فدا	ناگمان جانے در ایمانش فدا
کے ز تار کی بر آید آن غراب	کوہ دوزین مشرق صدق و صلوات

ہر کہ در راہ محمد و قدم
 انبیا را شد مثل آن محترم
 قولہ قل انا امرت ان اتلوا القرآن - یعنی کہدے لے رسول میں
 پس یہ حکم دیا گیا ہوں کہ قرآن کے سوا کچھ نہ پڑھوں - اقول اپنے قرآن کے سوا
 اور کتابوں کے پڑھنے کی نفی کہاں سے نکالی - اس آیت میں انا امرت کے حصر کے لیے
 ہے - نہ کہ اتلو کے لیے - اسکا ترجمہ تو یہ ہے جہیزن نیست کہ مجھے حکم دیا گیا قرآن پڑھنے کا یعنی
 تلاوت قرآن کے لیے میں ضرور مامور ہوں -

اگر آپ کا ترجمہ تسلیم کر لیا جائے تو جتنے عجمی مسلمان ہیں وہ سب جاہل محض ہے جاتے
 ہیں - کیونکہ بقول آپ کے سوائے قرآن کے دوسری کتاب مذہبی جان کر پڑھنا شرک ہے
 اور اس پر اصرار کفر ہے تو جو آپ جو محض حافظ قرآن ہیں اور رسول قرآن کے دوسری
 کوئی کتاب نہیں پڑھی تو بیشک وہ مومن سم با سہمی ہیں - لیکن وہ نہیں جانتے کہ قرآن میں کیا
 ہے - صرف الفاظ بے معنی کے حافظ ہیں - ہاں اگر اہل عرب جنگی زبان میں قرآن نازل ہوا
 ہے وہ ایسا کریں تو ہو سکتا ہے لیکن وہ بھی اسکے مضامین سمجھنے میں معلم (رسول)
 کے محتاج ہیں - بغیر تفسیر کے صحیح مطلب نہیں سمجھ سکتے - ہم ہندوستانی آدمی کہ اردو ہماری
 مادری زبان ہے اور اسی اردو زبان میں غالب کا دیوان ہے - اسکے مضامین سمجھنے میں
 قاصر ہیں - جسکے لیے آپ نے اس دیوان کی شرح لکھی - اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ اردو
 کتاب کے سمجھنے میں ہم اردو دان شرح اور استاد کے محتاج ہیں پھر قرآن کے مطلب سمجھنے
 میں جو کہ ہماری زبان نہیں تفسیر و استاد کے محتاج نہ ہوں گے - آپ ہی فرمائیے کہ قصا
 خاقانی - و دیوان غالب کی جو شرح آپ نے لکھی ہے وہ قصائد خاقانی و دیوان غالب ہی
 یا دوسری کتاب ہے - قرآن کی تفسیر قرآن ہی کہلائے گی یا دوسری کتاب ہے ہندوستانی

آدمی جو بی۔ اسے کی ڈگری حاصل کیے ہو وہ کسی انگریز (جو اہل زبان ہو اور ذی علم بھی نہ ہو)
 کے سامنے بول سکتا ہے یا انگریزی زبان کی کتاب کسی ہندوستانی کو جو انگریزی نہ پڑھے
 ہو دیکھئے اور کہیے کہ اسکا مطلب بتاؤ۔ اسوقت یہ حال کھلے گا۔ ہم ہندوستانیوں کو
 آپ فرماتے ہیں کہ سوائے قرآن کے دوسری کتاب مذہبی جان کر پڑھنا شرک و کفر ہے
 یہ کس قدر بے معنی بات ہے ہم کو قرآن کا مطلب بغیر استاد کے یعنی حدیث و تفسیر و قواعد
 و علم بلاغت و معانی و علم فرائض وغیرہ کے معلوم نہیں ہو سکتا اور جن سے قرآن کے معنی
 و مطلب حاصل ہوں وہ سب قرآن سے باہر نہیں ہیں جیسے شرح خاقانی جو اپنے
 لکھی ہے وہ خاقانی ہی ہے۔ مولانا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس آیہ انما امرت کا
 ترجمہ اپنے کہاں سے معلوم کیا محض قرآن سے سمجھا تو محض غلط ہے کیونکہ بغیر قواعد
 پڑھے اسکا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ اِنِّیْ مَبْعُوثٌ لِّتَحْقِیْقِ مَا اُمِرْتُ بِمَعْنٰی نِّہَیْنِ حُکْمِ دِیَاگِیَا مِیْنِ اَنْ =
 اس بات کا اتلو القرآن = پڑھوں میں قرآن یعنی تحقیق نہیں حکم دیا گیا مجھ کو قرآن پڑھنے کا
 فرمائیے اب ترجمہ صحیح ہوا۔ سوائے قرآن کے دوسری کتاب نہ پڑھنے سے کیونکر قرآن
 پڑھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کی خواہش یہ ہے کہ مذہبی کتاب سوائے قرآن کے
 دوسری نہیں ہے۔ اسی کو حافظوں کی طرح الفاظ پڑھو اور معانی و مطالب سمجھو
 ورنہ مشرک و کافر ہو جاؤ گے۔ فرمائیے آپ علم دین کی اشاعت کرتے ہیں یا ایصال
 قولہ احادیث کو کوئی مسلمان نہیں مانتا اقول سوائے آپ کے جس قدر فرقے
 مسلمانوں میں ہوئے سب احادیث کو مانتے ہیں۔ مثلاً دس لاکھ حدیث میں ایک لاکھ
 مختلف فیہ ہوگی باقی نو لاکھ حدیث متفق علیہ ہوں گی۔ جو فرقہ حدیث کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں
 کیونکہ اُسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اور اللہ کے حکم سے انکار کیا اور قرآن کے

مطلب غلط سمجھنے سے گمراہ ہوا۔ جو حدیث قرآن سے موافقت و مطابقت رکھتی ہے وہ سب کے
 نزدیک صحیح ہے جو قرآن کے خلاف ہو وہ حدیث نہ مانیے۔ احادیث کے پرکھنے والے اور
 جانچنے والے اللہ مجتہدین گذر چکے۔ انھوں نے قرآن و حدیث و اجماع سے تحقیق کر کے
 قانون شریعت مقرر کر دیا بلکہ جو باتیں ان میں نہ پائیں انہیں ان میں سے مسائل پر قیاس
 کر کے ایک صورت معین کر دی اور یہی مذہب ہو گیا ان میں سے جس امام کی پیروی چاہے
 کرے۔ ان چاروں نام میں جو اختلاف ہے وہ صحابہ کا اختلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے اصحابی کا انجومہ یا یہما اقتدایم اھتدایم یعنی میرے صحابہ
 مثل ستاروں کے ہیں انہیں سے جنگی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اسوجہ سے ہر ایک
 امام کا طریقہ برحق ہے لیکن حضرت نے باہم فرمایا ہے یعنی انہیں ایک کی پیروی کرو۔ کل
 کی پیروی میں اختلاف ہو گا اور وہ باعث انتشار ہے پس ایک ہی کی پیروی بہتر ہے
 اب زیادہ کہاں تک لکھوں۔ فقط

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۳۱ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ

مطابق ۲۱ مئی ۱۳۱۹ھ



تمام شد

اور ترکیب نحوی سے پوری واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ قیمت فی جلد ۲

لشہیل القواعد حصہ اول

یہ کتاب فارسی قواعد کی ہے وہ لشہیل القواعد نہیں ہے جو اردو کے طلباء کو اور کلاس میں پڑھائی جاتی ہے اس حصہ میں فارسی صرف نحو کا قاعدہ اردو زبان میں مختصر طور پر بتایا گیا ہے اور ترکیب نحوی زیادہ تفصیل سے بتائی گئی ہے۔ نہایت آسانی سے مشکل سے مشکل فارسی کی ترکیب جلد آجاتی ہے اور عروض میں ضروری باتیں جو امتحان کے متعلق ہیں وہ بھی ہیں۔ اور خط لکھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ قیمت ۳

لشہیل القواعد حصہ دوم

اس میں الفاظ عربی جو فارسی میں آتی ہیں انکا مادہ اور جمع بنانے کا قاعدہ بتایا گیا ہے اور شیخ سعدی و فردوسی و حافظ و جامی و انوری و مصنف نوار سہیلی و علی حزمین و عمر خیام وغیرہ کی سوانح عمری اور انکے تصنیفات کے نام۔ اور رقم میں و سیر کے اعداد ایک سے لاکھوں تک و آرنہ پائی و مری چھدام و بیسہ ٹک و بگہ و بسوہ من و چھٹانک و سیر وغیرہ لکھنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ قیمت ۳

توشہ آخرت در بیان برنخ و قیامت

یہ کتاب مذہبی ہے مسلمانوں کے کام کی ہے اردو زبان میں قرآن و حدیث مستند کتابوں سے لکھی ہے اور حوالہ کتابوں کا بھی دیا ہے۔ یہ کتاب سیلہ اور ذریعہ ہے نجات و دخول جنت کا۔ چونکہ اب مانہ علم انگریزی کا ہے تمام مسلمان اپنے دین مذہب کا ناقص رہ جاتے ہیں۔ انکے لیے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ پہلے آسان طریقہ سے اپنے خاتمہ بخیر ہونے کا بھی سبب حاصل کریں۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ دنیا بھی حاصل کریں اور آخر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ یہ کتاب قابل دید ہے مسلمانوں کے لیے مفید ہے اس کتاب میں ۱۲۸ صفحہ ہے۔

اس وقت حضرت امام حسن امام حسین علیہما السلام کی شہادت اہلبیت کے فضائل میں ایک اہم ترین فی شہادت احسنین چھپوانا ہے اسوجہ سے اسکی قیمت میں رعایت کر دی گئی۔ تاکہ جلد سب کتابیں نکلی جائیں۔ ان کو اسکی خریداری میں اس رعایت پر جلدی کرنا چاہیے۔ ایسی مفید و دلچسپ کار آمد کتاب پھر نہ ملے گی۔ اب تھوڑی جلدیں لگی ہیں اور دوبارہ چھپوانے کا ارادہ بھی نہیں ہے اصلی قیمت ۸ تھی۔ بعد کو ۶ ہوئی۔ اب فی جلد ۴ ہے۔ چونکہ یہ کتاب نبوی نیات میں ہے۔ اس میں رعایت بغرض اب لگی۔ ان سب کتابوں میں محصول منہ خریدار ہے۔

المشتر عطا محمد بیڈ مولوی جوہلی ہائی اسکول گورکھ پور

عن

جن اصحاب کو اس

کتاب کی ضرورت ہو وہ چار آنہ

قیمت بھیج کر کتاب ہذا کو خاکسار

مصنف سے طلب فرمائیں اور

کوئی صاحب بغیر اجازت خاکسار

مصنف اس کتاب کو طبع نفرمائیں۔

ورہ فضان اٹھائیے

خاکسار

ابو سعید

عطا محمد مولوی بوبلی ہانی اکول

گورکھپور مصنف

کتاب

ہذا



